بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 47　　شمارہ 35

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal
Registration
No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20پونڈ یا40ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا20ڈالر امریکن

4 جمادی الاول 1419 ہجری 27 ظہور 1377 ہش 27 اگست 98ء

من ہائم جرمنی 22 اگست (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔

ان دنوں حضور پرنور جرمنی کے 23ویں جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے جرمن میں قیام پزیر ہیں۔ گذشتہ روز حضور نے جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح فرماتے ہوئے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو ایثار کی طرف توجہ دلائی اور صحابہ رضوان اللہ علیھم کی سیرت کی روشنی میں ہدایات فرمائیں۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

خدا تعالیٰ سے آنے والا نابود نہیں کیا جاتا

انجام کار خدا اس کی سرسبزی دنیا پر ظاہر کر دیتا ہے

کلمات طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

”خدا تعالیٰ سے آنے والا نابود نہیں کیا جاتا۔ انجام کار خدا اس کی سرسبزی دنیا پر ظاہر کر دیتا ہے۔ ان لوگوں نے میری توہین کے واسطے جھوٹ سے، تہمت سے، افتراء سے اور طرح طرح کے حیلوں سے کام لیا ہے اور ہماری ترقی کو روکنے کے واسطے ہم سے لوگوں کو بدظن کرنے کے واسطے سخت سے سخت کوششیں کی ہیں مگر خدا تعالیٰ کی قدرت سے باینہمہ ہماری ترقی ہی ہوتی گئی اور ہو رہی ہے۔ حتیٰ کہ اب چار لاکھ سے بھی زیادہ لوگ مختلف ممالک میں ہماری جماعت کے موجود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ سمجھدار لوگ جب سمجھ لیتے ہیں کہ یہی راہ دشمن پر غلبہ پانے کی ہے تو پھر وہ اس پر سچے دل سے قائم ہو جاتے ہیں۔

اب ہمیں بتائیں کہ جن کا یہ مذہب ہے کہ عیسیٰ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا کر مدینہ میں مدفون ہیں۔ بتایئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر کیسا حملہ کیا ہے؟ اور پھر کہتے ہیں کہ وہی اسرائیلی نبی پھر دنیا میں آکر امت محمدیہ کی اصلاح اور تجدید دین کرے گا۔ اب فرمایئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ایک اسرائیلی نبی آگیا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح خاتم النبیین رہے؟ اس اعتقاد سے تو خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حاشا وکلا عیسیٰؑ تو خود براہ راست خدا تعالیٰ کے نبی تھے۔ کیا اس کی پہلی شریعت اور نبوت منسوخ ہو جائے گی؟ جب سورہ نور میں ہمیں صاف الفاظ میں وعدہ مل چکا ہے کہ جو آوے گا تم میں سے ہی آوے گا، تمہارے غیر کو قدم رکھنے کی اب گنجائش نہیں اور بخاری میں بھی جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے، ”امامکم منکم“ موجود ہے اور پھر جب ان کی وفات بھی صراحت سے قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہے تو کیوں ایسا اعتقاد رکھا جاتا ہے جو کہ سراسر قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک عقیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو معراج کی رات میں وفات شدہ انبیاء کے ساتھ دیکھا۔ اگر وہ زندہ تھے تو ان کے واسطے الگ کوئی مقام تجویز ہونا چاہئے تھا نہ کہ مردوں میں۔ زندہ کو مردہ سے کیا تعلق اور کیا واسطہ؟

غرض خدا تعالیٰ نے قول سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا کہ وہ وفات پا چکے۔ اب ”فماذ ابعدالحق الا الضلال“ (یونس: ۳۳) مسلمان ہو کر قرآن اور قول الرسول کو قبول نہیں کرتے تو نہ کریں ان کا اختیار ہے۔ میری تکذیب نہیں کرتے بلکہ اس کی جس کی طرف سے میں آیا ہوں اور اس کی جس کا میں غلام ہوں تکذیب کرتے ہیں۔ میں کیا اور میری تکذیب کیا، بلکہ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔ بات تو ایک ہی ہے قرآن میں خلیفہ کے آنے کی نص موجود ہے اور احادیث میں قرب قیامت کے وقت آنے والے خلیفہ کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔ اب ان میں اختلاف کیا ہے؟

ان الزامات کے سوا دوسرے الزام بھی اسی قسم کے بے حقیقت اور ضد اور تعصب کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان سب کا رد مفصلاً ہم نے اپنی کتابوں میں کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے بعض عقائد تو ایسے ہیں جن سے ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے۔ مثلاً ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ کوئی بھی مس شیطان سے پاک نہیں بجز عیسیٰ علیہ السلام کے۔ ان کا یہ مسئلہ کیسا قابل شرم ہے۔ ہمارے نبی کریم افضل الرسل، پاکوں کے سردار تو مس شیطان سے (نعوذ باللہ) پاک نہیں اور حضرت عیسیٰ پاک ہیں۔ کیسا افسوس کا مقام ہے۔ خدا جانے مسلمان کہلا کر ان کو کیا ہو گیا۔

دیکھو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے اور خود مسلمان آریوں اور عیسائیوں کے ہم زبان بنے ہوئے ہیں۔ ہمارا اپنا سب سے پیارا نبی جس کی پیروی ہمارا فخر اور ہمارے واسطے باعث عزت اور موجب نجات ہے اگر وفات پا چکے ہیں تو ہم عیسیٰ کو کیا کریں۔

بس یہ باتیں ہیں جن پر ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔ دجال کہا جاتا ہے اور اسلام سے خارج کہا جاتا ہے اور ہم سے سلام علیکم کرنے والا، مصافحہ کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے ایسا متعدی کفر ہے اور تمام جماعت ایک کافروں کا مجموعہ ہے۔ کیسا افسوس آتا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کے دین کی تجدید اور خدمت کرنے کے واسطے ہر وقت کمر بستہ ہے۔ اس کو گندی گالیاں نکالتے ہیں۔ برے برے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ میرے صندوق بھرے پڑے ہیں ان کی گندی گالیوں سے۔ بعض اوقات بیرنگ خط محصول ادا کر کے وصول کیا۔ کھول کر دیکھا تو اس میں اول سے آخر تک بے نقط گالیوں کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں اور مولوی کہلا کر چوہڑے چماروں کی طرح گندی اور فحش گالیاں نکالتے ہیں کہ انسان کو پڑھتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے۔ ابھی کہتے ہیں کہ اسلام کو کسی کی کیا ضرورت ہے جبکہ قرآن موجود ہے اور مولوی موجود ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ ان کے مولوی جو ان بھیڑوں کے گلہ بان ہیں خود بھیڑیئے ہیں اور وہ ریوڑ کیسے خطرہ میں ہے جس کا کوئی گلہ بان نہ ہو۔ اسلام پر اندرونی اور بیرونی حملے ہو رہے ہیں اور ماریں کھا رہا ہے۔ پس ایسے شخص کی ضرورت تھی کہ مغالطے اور مشکلات دور کر کے پیچیدہ مسائل کو حل کر کے رستہ صاف کرتا اور اسلام کی اصلی روشنی اور سچا نور دوسری قوموں کے سامنے پیش کرتا“۔　(ملفوظات جلد پنجم طبع جدید) صفحہ ۲۶۸، ۲۷۰)

وقفِ جدید اور احباب جماعت کی ذمہ داری

اللہ کے فضل سے اس وقت سارے ہندوستان میں تبلیغ و تربیت کا کام وقفِ جدید کے تحت ہو رہا ہے جس کے خوشکن نتائج سامنے آرہے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ احباب جماعت ہندوستان کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> ”میں اس وقت ہندوستان کی جماعتوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وقفِ جدید کے کام کو وہاں منظم کریں کیونکہ آپ کی اکثر تبلیغ وہاں پر وقفِ جدید کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ بہت سی پھیلتی ہوئی ضرورتیں ہیں جنہیں اللہ کے فضل سے وقفِ جدید نے سنبھال رکھا ہے اور وقفِ جدید کے نظام کو باہر سے جو امداد مل رہی ہے کوشش کریں کہ اب جلد اس بیرونی امداد سے مبرا ہو جائیں“۔　(خطبہ جمعہ ۹۶-۱۲-۲۷)

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ حضور انور کے مندرجہ بالا ارشادات کے مطابق اپنے وعدہ جات میں نمایاں اضافہ کے ساتھ وقفِ جدید کے چندہ کی ادائیگی کر کے ممنون فرماویں سال رواں کا آٹھواں ماہ گزر رہا ہے صرف چار ماہ سال ختم ہونے میں باقی رہ گئے ہیں اس لئے تمام عہدیداران اور افراد جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے سیکرٹریان مال و سیکرٹریان وقفِ جدید سے رابطہ کر کے چندہ وقفِ جدید کی ادائیگی کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ آپ سب کے اموال میں غیر معمولی برکت عطا کرے (ناظم وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت ۹۸-۱۹۹۷ء

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ۲۹واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا ۲۰واں سالانہ اجتماع بروز منگل، بدھ، جمعرات ۱۳-۱۴-۱۵ اکتوبر کو قادیان میں منعقد ہوگا۔ مجالس ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔ اس اجتماع میں ہر مجلس کی نمائندگی ضروری ہے۔ پروگرام کے متعلق تفصیلی سرکلر مجالس کو قبل ازیں بھجوادیا گیا ہے۔

مجلس شوریٰ:- اس موقعہ پر مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوگی۔ جس میں آئندہ دو سال کیلئے صدر مجلس کا انتخاب بھی عمل میں آئے گا۔ لہٰذا تمام قائدین اپنی اپنی مجلس سے قواعد کے مطابق شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کروا کر دفتر کو اطلاع کر دیں۔

شوریٰ سے متعلق تجاویز ماہ ستمبر کے آخری ہفتہ تک دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت میں پہنچ جانی چاہئے۔ شوریٰ میں وہی تجاویز پیش ہو سکتی ہیں جو مقامی مجلس عاملہ کی منظوری کے ساتھ بھجوادی گئی ہوں۔

(صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان ادار یہ 27 اگست 1998

ہریانہ کے مسلمانوں کی حالتِ زار

راقم الحروف کو گزشتہ دنوں ہریانہ کے بعض اضلاع کا دورہ کرنے کا موقع ملا تقریباً تمام ہریانہ میں سوائے میوات کے اضلاع کے باقی جگہوں پر مسلمان نہایت اقلیت میں ہیں۔ بعض دیہاتوں میں ۵ گھر بعض میں دس گھر اور بعض میں بیس گھر بس اسی نسبت سے اکثر دیہاتوں میں مسلمان موجود ہیں۔ تقسیم ملک کے وقت دیہاتوں میں ان مسلم فیملیوں کو روک لیا گیا تھا جو دیہات کی بنیادی ضرورت سے متعلق کسی نہ کسی صنعت سے جڑی ہوئی تھی مثلاً لوہار یا کمہار یا جولاہے ایسی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے کہ اگر انہیں بھی تقسیم ملک کے وقت ہجرت کی اجازت دے دی جاتی تو دیہات میں کوئی لوہے کا کام کرنے والا یا مٹی کے برتن بنانے والا نہ ملتا لہٰذا اس ضرورت کے پیش نظر ان لوگوں کی حفاظت کر کے انہیں بچلیا گیا چنانچہ اب انہی لوگوں کی فیملیاں آہستہ آہستہ بڑھ گئی ہیں۔

جہاں تک میوات کے اضلاع کا تعلق ہے تو میوات کے مسلمان اگرچہ ہر گاؤں میں اکثریت میں ہیں لیکن تعلیمی اور اقتصادی اعتبار سے حد درجہ پچھڑے ہوئے ہیں میواتی مسلمان نہایت غربت کی حالت میں گزارا کر رہے ہیں۔ اگرچہ ان میں دینداری تو ہے۔ مساجد بھی آباد ہیں لیکن دیہاتوں کے دیہات اَن پڑھ اور اکثر انگوٹھا چھاپ ہیں۔ ماضی میں مولویوں نے لڑکیوں کو تعلیم دلانے والوں اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں پر کفر کے فتوے لگا رکھے تھے یہ اسی کا اثر ہے کہ مسلمانوں کی نسلیں سخت قسم کی تعلیمی پسماندگی کا شکار ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ آج کے اس دَور میں بھی میوات کے بعض دیہاتوں میں مسلمان اپنے گھروں میں ٹی-وی رکھنا حرام سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک مولوی صاحب نے تصویر کھینچنے کھنچوانے اور دیکھنے پر فتویٰ لگا رکھا ہے۔ ساتھ ہی چونکہ ۹۰ فیصد میواتی کھیتی باڑی پر منحصر ہیں لہٰذا زمین کی حالت اچھی نہ ہونے کے باعث باوجود شدید محنت کے غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

ادھر ہریانہ کے باقی اضلاع میں جو مسلمان بس رہے ہیں ان کی دینی حالت یہ ہے کہ نماز ناظرہ یا قرآن مجید ناظرہ تو بہت دور کی بات ہے ۹۵ فیصد مسلمانوں کو کلمہ طیبہ تک نہیں آتا۔ اکثر کے نام ھندوؤں کی طرح رام کمار۔ موجی رام یا ہوا سنگھ وغیرہ ہیں لیکن جب ان کے باپ دادوں کے نام پوچھے جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رام کمار ولد حسن دین ہیں۔ موجی رام ولد محمد شریف ہیں اور ہوا سنگھ ولد رحمت علی ہیں۔ بقول ان کے تقسیم ملک کے وقت حالات ایسے خطرناک تھے کہ ماں باپ نے حالات کے پیش نظر ہمارے نام تبدیل کر دیئے۔

عرصہ پچاس سال سے ہریانہ کے ملحقہ یوپی کے اضلاع سے دیوبندی مکتب فکر کے عالم دیوبند یا مظاہر العلوم یا ایسے ہی دیگر مدرسوں سے فارغ ہو کر روزی روٹی کی تلاش میں ہریانہ کے دیہاتوں کا رُخ کرتے رہے اور ان معصوم مسلمانوں کی دین سے ناواقفی اور جہالت کا بھرپور فائدہ اُٹھاتے رہے یہ ملاں یہاں تعویز گنڈوں کے کاروبار کرتے رہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی چونکہ ہریانہ کے مسلمان خواہ کتنے ہی اسلام سے دُور چلے گئے ہیں ان میں مسلمانوں کی طرح نکاح کرنے، جنازہ پڑھنے اور چہلم وغیرہ کرنے کی رسمیں موجود ہیں۔ یہ مولوی حضرات ان رسوم کے مواقع پر بھاری بھرکم فیسیں وصول کر کے اپنے پیٹ بھرتے رہے۔ اور بس! انہوں نے کہیں بھی مسلمانوں کو دینی تعلیم دینے کا کام شروع نہیں کیا۔ ہریانہ میں برائے نام مدرسے بھی ہیں لیکن ان میں بھی اکثر یوپی کے ہی بچے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آج ہریانہ کی بعض مساجد جنہیں وقف بورڈ کے ذریعہ واگذار کرایا گیا ہے اُن میں سے اکثر میں بجائے پنجوقتہ نمازوں کے تعویذ گنڈوں کا کاروبار ہوتا ہے۔

قارئین کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ ان مساجد کے بعض اماموں نے ان مساجد کو بے حیائی کے اڈوں میں بھی تبدیل کر رکھا ہے۔ چنانچہ تعویذ کے ذریعہ علاج کرنے کے بہانے معصوم عورتوں کی عصمتیں لوٹی جاتی ہیں۔ چنانچہ بھوانی کے علاقہ میں رواسہ اور بھوانی کانڈ آج بھی لوگوں کی زبانوں پر ہے۔ معصوم بزرگ ان واقعات کو کپکپاتے ہونٹوں سے سناتے ہوئے رونے لگتے ہیں رواسہ کانڈ کا خلاصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دیوبندی مولوی نے ایک معصوم لڑکی کی عزت لوٹنے اور اس کو بھگا کر لے جانے کی خاطر اس کے باپ کو قتل کر دیا اور پھر بیٹی کو بھگا کر لے جانے کی تاک میں گرفتار کر لیا گیا آج کل یہ شخص بھوانی جیل میں ہے۔ یہی حال بھوانی کی جامع مسجد کے مولوی نے کیا۔ اس قسم کے واقعات ہریانہ میں بھرے پڑے ہیں۔ جن سے پہلے ہی پریشان حال مسلمان اب اور اسلام سے بدظن ہو رہے ہیں۔ وہ کسی مولوی کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔

گزشتہ تین سال سے جب سے ہریانہ میں جماعت احمدیہ نے منظم طور پر دین کے پھیلانے کا کام شروع کیا ہے الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ کے مبلغین مسلمانوں کے اعتماد کو بحال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سینکڑوں بچوں کو کلمہ اور نماز سکھائی گئی ہے کئی بچے اور بچیاں قرآن مجید ناظرہ پڑھ رہے ہیں۔ چھ بچے قادیان میں زیر تعلیم ہیں دو مرتبہ جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب منعقد کئے گئے اب ان دیوبندی ملاؤں نے معصوم مسلمانوں کو بہکانہ شروع کر دیا ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں۔ کافر ہیں۔ اس طرح بعض غیر مسلم بھائیوں کو بھی جھوٹے رنگ میں ورغلاتے ہیں کہ یہ انتہا پسند ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن اللہ کے فضل سے تمام مسلمانوں اور ھندو بھائیوں کو آہستہ آہستہ مولویوں کے جھوٹ اور دھوکے بازی کا پتہ لگتا جا رہا ہے وہ دن دُور نہیں جبکہ ہریانہ کے مسلمان پھر سے حقیقی مسلمان بن جائیں گے۔ باللہ التوفیق

(منیر احمد خادم)

انتخاب از کلام حضرت اقدس مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار

اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

آفتابِ صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ
دن سے ہیں بیزار اور راتوں سے کرتے ہیں پیار

روشنی سے بُغض اور ظلمت پہ وہ قربان ہیں
ایسے بھی شپّر نہ ہونگے گرچہ تم ڈھونڈو ہزار

سر پہ اک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں بن آب وہ اور در پہ نہرِ خوشگوار

طُرفہ کیفیت ہے اُن لوگوں کی جو منکر ہوئے
یوں تو ہر دم مشغلہ ہے گالیاں لیل ونہار

پر اگر پوچھیں کہ ایسے کاذبوں کا نام لو
جن کی نصرت سالہا سے کر رہا ہو کردگار

مردہ ہو جاتے ہیں اس کا کچھ نہیں دیتے جواب
زرد ہو جاتا ہے منہ جیسے کوئی ہو سوگوار

ان کی قسمت میں نہیں دیں کے لئے کوئی گھڑی
ہو گئے مفتونِ دنیا دیکھ کر اس کا سنگار

جی چرانا راستی سے کیا یہ دیں کا کام ہے
کیا یہی ہے زُہد و تقویٰ کیا یہی راہِ خیار

کیا قسم کھائی ہے یا کچھ پیچ قسمت میں پڑا
روزِ روشن چھوڑ کر ہیں عاشق شبہائے تار

انبیاء کے طور پر حُجّت ہوئی ان پر تمام
ان کے جو حملے ہیں ان میں سب نبی ہیں حصہ دار

میری نسبت جو کہیں کیں سے وہ سب پر آتا ہے
چھوڑ دیں گے کیا وہ سب کو کفر کر کے اختیار

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مُہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

(درّثمین)

عصر حاضر میں دہریت کا سر کچلنے اور توحید باری و حقیّت فرقان مجید اور صداقت اسلام کے اثبات کے لئے

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

نہایت بلند پایہ علمی و تحقیقی تصنیف

Revelation,Rationality,Knowledge & Truth

خدا تعالیٰ کے فضل سے طبع ہو کر دستیاب ہے۔

انشاء اللہ یہ کتاب اسلام کے حق میں عالمگیر انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرنے والی ہے۔

اس کی بکثرت اشاعت میں بھرپور حصہ لیجئے۔ خود بھی خریدئے اور اہل علم دوستوں کو بھی پیش کیجئے۔

خطبہ جمعہ

اس وقت کثرت کے ساتھ خدا کی راہ میں تقویٰ شعار خرچ کرنے والے چاہئیں جن کو اللہ کی تقدیر برکت دے

جو خدا کی راہ میں خساست سے کام لیتے ہیں ان کی حالت ہمیشہ بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۶؍ جون ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۶؍ جون ۷۷ ۱۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الرحمان واشنگٹن (امریکہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿الٓمّٓ ذٰلِكَ الكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيْهِ۔ هُدًى لِلمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤمِنُونَ بِالغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُم يُنفِقُونَ﴾

سورۃ البقرہ کی یہ پہلی آیات ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اسی تعلق میں بعد میں آنے والی بعض آیات کی بھی تلاوت کروں گا تاکہ ان دو مضامین کو جو بظاہر الگ الگ ہیں اکٹھا باندھ دوں۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰ اور ۱۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَ مَا يَخدَعُونَ اِلاَّ اَنفُسَهُم وَمَا يَشعُرُونَ. فِى قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰه مَرَضًا . وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُون.

الٓمّٓ. اَنَا اللّٰه اَعلَم میں اللہ ہوں سب سے زیادہ جاننے والا۔ ذٰلِكَ الكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيْهِ یہ وہ کتاب ہے جس کے بارے میں قطعاً کوئی شک نہیں، نہ کسی شک کی گنجائش ہے۔ یہاں ذٰلِكَ الكِتَابُ سے قرآن کی عظمت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اور ان پیشگوئیوں کی طرف بھی جن میں قرآن کریم کے ظہور کا ذکر فرمایا گیا تھا۔ تو ذٰلِكَ ایک بعید کا صیغہ ہے جو عظمت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور بہت پہلے کی کہی گئی باتوں سے متعلق بھی لفظ ذٰلِكَ ہی استعمال ہوگا۔ تو مراد یہ ہے کہ میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور یہ کتاب جس کی عظمت کو انسان چھو نہیں سکتا وہ بھی بہت اونچی کتاب ہے۔ اور الکِتَاب ہے، کامل ہے۔ لاَ رَيْبَ فِيْهِ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ یہی وہ قرآن ہے جس کی تلاوت کی جارہی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ فرمایا گیا کہ یہی وہ قرآن ہے جس کی باتیں گزشتہ انبیاء نے بھی کی تھیں اور اپنی اپنی قوموں سے وعدہ کرتے آئے تھے کہ ایک کامل کتاب اتاری جائے گی۔ پس یہی وہ کتاب ہے جو اتاری گئی ہے اور فرمایا اس کی خاص صفت یہ ہے لاَ رَيْبَ فِيهِ ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں، کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر هُدًى لِلمُتَّقِينَ ہدایت صرف متقیوں کو دے گی۔ غیر متقی اس کتاب کے متعلق لاکھ شک میں مبتلا ہیں یا شک پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں تقویٰ شرط ہے ہدایت کے لئے جو یہ کتاب لے کے آئی ہے۔ اگر تقویٰ سے عاری دل ہیں اگر دل بنیادی سچائی کے تصور سے ہی خالی ہیں تو ان کے لئے یہ کتاب کسی ہدایت کا موجب نہیں ہوگی۔

پھر فرمایا الَّذِينَ يُؤمِنُونَ بِالغَيْب وہ کون لوگ ہیں جو تقویٰ سے بھرے ہوئے دل رکھتے ہیں۔ يُؤمِنُونَ بِالغَيْب وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اب اللہ کی ذات ایک حیثیت سے غیب ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں اکثر انسانوں کی زندگی سے اللہ تعالیٰ غیب میں رہتا ہے۔ لیکن يُؤمِنُونَ بِالغَيْب کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیب ان کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ وہ ایک ایسے غیب پر ایمان لاتے ہیں جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہنے والا غیب ہے۔ نہ دکھائی دینے کے باوجود وہ ہمیشہ کا ساتھی ہے۔ اور جب ایسے خدا کے اوپر ایمان لائیں جس کے ہمیشہ حاضر ہونے کا یقین دل میں ہو تو اس کے نتیجے میں دو باتیں خود بخود پیدا ہونگی۔

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ نماز کو اس لئے قائم نہیں کرتے کہ ایک فرضی خدا کے تصور میں نمازیں پڑھتے ہیں کیونکہ وہ غیب جس پر ایمان ہے وہ حاضر ہو جاتا ہے اور نمازوں میں ان کے سامنے رہتا ہے۔ یہی تشریح حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مختلف اصطلاحوں کے ضمن میں بیان فرمائی کہ مومن کی نماز تو ایسی ہے جیسے خدا اسے دیکھ رہا ہو یا وہ خدا کو دیکھ رہا ہو۔ اور دوسری بنیادی صفت یہ ہے کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُم يُنفِقُون جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے وہ ضرور خرچ کرتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں۔

اب لفظ غیب ہے جس کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں دنیا میں کئی قسم کی خرابیاں دکھائی دیتی ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے غیب سے مراد یہ ہے کہ اللہ ان کی زندگی میں کبھی بھی حاضر نہیں ہوتا ہے وہ غائب ہی رہتا ہے۔ نماز کے وقت بھی غائب ہوتا ہے اور خرچ کے وقت بھی غائب ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں خدا نے عطا فرمایا ہے اس کا خدا کو بھی علم نہیں۔ ہم جانتے ہیں جو ہمیں ملا ہوا ہے اور کوئی نگران نہیں۔ ہم جو چاہیں خرچ کریں، جتنا چاہیں سمجھیں کہ خدا نے دیا ہے وہ چونکہ غیب ہے اس کو کیا پتہ۔ یعنی دینے والا تو غائب ہے اور لینے والا حاضر ہے۔ اس غیب کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں تمام دنیا میں ان لوگوں کے چندوں میں کمزوری آجاتی ہے جو غیب کا یہ مطلب لیتے ہیں۔ مِمَّا رَزَقْنٰهُم يُنفِقُونَ کا بالکل الگ مفہوم ہے جس کو لے کر وہ آگے بڑھتے ہیں۔ ان کے تمام چندے مبنی ہیں اس بات پر کہ جو کچھ ہمیں ملا ہے ہم ہی جانتے ہیں: کسی کو علم نہیں۔ اللہ بھی غائب، لوگ بھی غائب اور ہم جتنا چاہیں خرچ کریں ہم یہی کہہ سکتے ہیں، یہی دکھا سکتے ہیں کہ دیکھو ہم دین کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن اس شرط کو پورا نہیں کرتے اور اسی شرط کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی ایک اور صفت بعد میں بیان فرماتا ہے یعنی سورہ البقرہ کی وہ دس اور گیارہ آیات جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا اپنے چندوں کے معاملات میں وہ اللہ کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور اللہ والوں کو بھی دھوکہ دیتے ہیں یعنی سمجھتے ہیں کہ دھوکہ دے دیا ہے۔

اب نظام جماعت سے جو لوگ اپنی آمد چھپاتے ہیں نظام جماعت کا اکثر یہی سلوک ہے کہ ان کے معاملات میں اندر اتر کر ان کا جائزہ نہیں لیتا تو وہ ان سے غیب بھی رہتے ہیں اور کہتے ہیں بس اتنا ہی ہمیں خدا نے دیا تھا اتنا ہی ہم اسی حساب سے خدا کو واپس کر رہے ہیں۔ اور اللہ کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور ان مومنوں کو بھی جو خدا کے نظام کی حفاظت پر مامور ہوتے ہیں۔

پس يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا میں اٰمَنُوا سے مراد نظام جماعت کا وہ حصہ ہے جو جماعت احمدیہ کے انفاق فی سبیل اللہ پر نگران ہے لیکن دھوکہ دینے کی کوشش تو کرتے ہیں۔ وَ مَا يَخدَعُونَ اِلاَّ اَنفُسَهُم وَمَا يَشعُرُونَ وہ ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتے، نہ دیتے ہیں مگر اپنے نفوس کو۔ مرنے کے وقت ان کو سمجھ آئے گی کہ ہم کس کو دھوکہ دیتے رہے ہیں اور کیا دھوکہ دیتے رہے ہیں جب خرچ کا وقت گزر چکا ہوگا۔

ایسے لوگوں کے متعلق ایک اور پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ فِى قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰه مَرَضًا

یہ لوگ **جو خدا کی راہ میں خساست سے کام لیتے ہیں ان کی حالت ہمیشہ بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے**۔ کن معنوں میں وہ بد سے بدتر ہوتی ہے اس کی بہت بڑی تفصیل ہے جس کے متعلق بعض دوسرے مواقع پر میں نے بیان بھی کیا تھا کہ سب سے پہلے تو ان کے دل کا امن اٹھ جاتا ہے۔ نہ ان کی اولادیں ان کی رہتی ہیں، نہ اموال کے وہ فوائد ان کو پہنچتے ہیں جو دل کو تسکین بخشنے والے فوائد ہیں۔ ایک بھڑکی سی لگی رہتی ہے کہ اور کمائیں، اور کمائیں اور اکٹھا کرلیں لیکن وہ اکٹھا کرنا جہنم کی آواز ہے جو یہ کہتی ہے هَل مِن مَّزِيد۔ جب بھی جہنم سے پوچھا جائے گا، یعنی اللہ تعالیٰ ایک تمثیلی زبان میں ہمیں بتا رہا ہے کہ اور

چاہئے کچھ اینڈھن، وہ کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ اور بھی ہے تو وہ بھی ڈال دو۔ تو یہ مال کی محبت میں دیوانے لوگ ہمیشہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی آواز اٹھاتے ہیں۔ کہیں سے کچھ مل جائے، کہیں سے بچت ہو جائے حکومت کا پیسہ مارا جائے یا عوام کا یا جماعت کا جس طرح بھی بس چلے وہ دن بدن مال کی محبت میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ان کے لئے ایک دردناک عذاب مقدر ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے رہے ہیں اپنے آپ سے بھی اور اپنے نفس سے بھی، اپنی اولادوں سے، سب سے۔ وہ جھوٹے ہیں۔

یہ وہ آیات ہیں جنہیں آج کا میں نے موضوع اس لئے بنایا ہے کہ آج کل جماعت کا ایک مالی سال ختم ہو رہا ہے اور بعض جماعتوں کی طرف سے مجھ سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ دعا کریں کہ اللہ ہمیں اپنے سارے وعدے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی تعلق میں میں نے یونائٹڈ سٹیٹس میں جو متمول احمدی ہونے چاہئیں ان کا جائزہ بھی لیا ہے اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان میں بھاری تعداد وہ ہے جن پر ان آیات کا اطلاق ہو رہا ہے اور وہ نہیں جانتے۔ ان کو احساس ہی نہیں کہ ہم کس کشتی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ وہ کشتی ہے جس کا غرق ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ اور میرا فرض ہے کہ اب میں ان کو متنبہ کر دوں اس کے بعد وہ جانیں اور اللہ ان سے نپٹے گا۔ لیکن میں نے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی کر لیا ہے اور اس کے متعلق بعد میں کچھ اور عرض کروں گا کہ وہ سب لوگ جن کے متعلق مجھے علم ہے کہ میں قطعیت کے ساتھ اس بات پر قسم اٹھا سکتا ہوں کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں، ان کو خدا نے اس سے بہت زیادہ دیا ہے کیونکہ جس قسم کے ان کے پیشے ہیں اس میں لازم ہے کہ اس سے دس گنا یا زیادہ آمد ہو جتنی وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اس بات کو میں نے پرکھا بعض ایسے مخلصین کی آمد اور چندوں کے حساب سے جن کے متعلق میں حلفیہ شہادت دے سکتا ہوں کہ انہوں نے کبھی جماعت کے معاملے میں کوئی بددیانتی نہیں کی۔ چندہ دیا ہے تو کوشش کی ہے کہ چھپا کے دیں لیکن جو ظاہر دیا ہے وہ بھی اتنا زیادہ ہے کہ انہی کے ہم پیشہ لوگوں کی دس دس سال کی چندوں کی ادائیگی سے ان کے ایک سال کی ادئیگی بہت بڑھ کر ہے۔ اور ان سے جب میں نے حساب پوچھا تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں کے بعض پیشہ والوں کو اتنی آمد عطا فرمائی ہے کہ جس طرح وہ خدا کے فضل سے اللہ کی راہ میں جھوٹ نہیں بولتے اگر سب لوگ ایسا ہی کریں تو جماعت امریکہ کی تمام ضرورتیں صرف چندہ عام سے پوری ہو سکتی ہیں، نہ صرف آج کی بلکہ آئندہ سالوں کی بھی تمام جماعتی تعمیرات کے اخراجات چندہ عام سے پورے ہو سکتے ہیں۔ بلکہ تبلیغ کے لئے بھی اتنا روپیہ بچ جائے گا کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا روپیہ مہیا کر سکتا ہے کہ کثرت سے اور شوق کے ساتھ اس راہ میں جتنا چاہیں خرچ کریں کبھی کمی محسوس نہیں ہو گی۔ اس ضمن میں کچھ اور باتیں اس مضمون کی میں خطبے کے آخر پر بیان کروں گا۔

اب میں آپ کے سامنے چند احادیث رکھتا ہوں جن کا اس مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے بندوں کی نگرانی کرتا ہے جو اپنے آپ کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ خیال کہ وہ خدا کی نظر سے اوجھل رہ جاتے ہیں یہ بالکل غلط اور بیہودہ خیال ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ردّ فرما رہے ہیں۔ اس حدیث کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ سمجھیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ دنیا میں جتنے لوگ اموال کماتے ہیں ان سب پر اس حدیث کا اطلاق ہو رہا ہے۔ اس حدیث کا اطلاق خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں پر ہوتا ہے جن سے توقع کی جاتی ہے کہ جو کچھ اللہ انہیں عطا فرماتا ہے اس میں سے وہ دیں گے۔ چنانچہ انکی نگرانی صبح و شام ہو رہی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جو بخاری کتاب الزکوٰۃ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے۔ اب یہ تو مراد نہیں ہے کہ ہر خرچ کرنے والے کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ مراد وہی لوگ ہیں جن کا میں ذکر کر چکا ہوں کہ جن کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے اور دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ ظاہر ہے کہ یہاں تک صرف نیک لوگ مراد ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے نیک لوگوں کی مثال پر آہستہ آہستہ خدمت کرنے والے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور جو پیدا ہوتے ہیں ان کے متعلق الٰہی تقدیر ہے اور اس کے فرشتے مامور ہیں کہ ان کے لئے دعائیں کریں اور ان جیسے خدمت گار اور پیدا کرنے کے سامان پیدا کریں۔ اور یہ بات میرے وسیع تجربے میں ہے۔ **ہمیشہ خدمت دین کی خاطر دل کھولنے والوں کے ساتھ ویسے ہی لوگ اور پیدا ہوتے رہتے ہیں جو نہ صرف اموال خرچ کرنے میں تردّد نہیں کرتے بلکہ وقت خرچ کرنے میں تردّد نہیں کرتے۔** انہی کی طرح نیک بنتے چلے جاتے ہیں اور یہ وہ سلسلے کی اہم ضرورت ہے جسے ہمیں پورا کرنا چاہئے۔ **اس وقت کثرت کے ساتھ خدا کی راہ میں تقویٰ شعار خرچ کرنے والے چاہئیں جن کو اللہ کی تقدیر برکت دے، جن کے اپنے اموال میں بھی برکت پڑے لیکن ان کے ساتھیوں میں بھی برکت پڑے اور ان کے نیک اعمال میں برکت پڑے۔ اس طرح جماعت کو ہر قسم کے خدمتگار مہیا ہونے شروع ہو جائیں اور ایسا ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اور بھی ہو** اور امریکہ کی جماعتیں بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے۔ اس کا مال و متاع برباد کر۔ اب یہ دعا تو عام دنیادار روک رکھنے والے کے حق میں کبھی بھی نہیں ہوتی۔ بالکل ظاہر ہے کہ جو خدا کے بندے بنے ہوئے ہیں جن کا فرض تھا کہ خدا کی راہ میں کھل کر خرچ کریں وہ اگر خسیس ہوں اور خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو تو یاد رکھیں فرشتوں کی بددعا ان پر پڑتی ہے اور فرشتہ عرض کرتا ہے اس کو ہلاکت دے اور اس کے مال و متاع کو برباد کر۔ اب ایسے مال و متاع برباد ہوتے ہوئے بھی ہم نے کئی طرح دیکھے ہیں۔ میرے علم میں ایسے لوگ ہیں جن کی تفصیل میں جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، ان کا نام بتانے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا، لیکن ایک کیٹیگری (Catagory) ہے، ایک کلاس ہے، ایک قسم کے لوگ ہیں جنہیں لوگ اپنے گردوپیش میں دیکھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے بہت کمائیاں کر کے بہت جوڑا اور پھر خیال آیا کہ اس کو تجارت میں لگا لیں اور اکثر صورتوں میں ساری تجارتیں برباد ہوئیں جو کچھ جمع شدہ پونجی تھی وہ ہاتھ سے جاتی رہی اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ سو فرشتوں کی یہ دعا بے معنی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں اس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔ تو اس روک رکھنے کا کیا فائدہ جو کسی کام بھی نہ آئے۔

اس ضمن میں ایک اور حدیث بخاری کتاب الزکوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا **سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو اور غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔** اس تنگی ترشی کی حالت میں اگر تو خدا کی راہ میں کچھ خرچ کرے گا تو یہ سب سے اچھا خرچ کرنا ہے۔

فرمایا صدقہ اور خیرات میں دیر نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا دے دو حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ تو تیرے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ تو یہ لوگ اس تنبیہ کو خوب پیش نظر رکھیں۔ جتنا مرضی جوڑیں، جو چاہیں کریں ایک وقت آجانا ہے کہ جان حلق کو پہنچے گی۔ پھر جان حلق کو پہنچے گی تو پھر یہ وصیتیں کہ فلاں کو اتنا دے دینا، فلاں رشتہ دار کو اتنا دینا، فلاں بیٹے کو اتنا دینا، بیٹی کو اتنا دینا، کسی کام نہیں آئیں گی۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول فرماتے ہیں کہ وہ اس وقت تمہارا رہا ہی نہیں۔ جب جان حلق کو پہنچ جائے تو تم مالک ہی نہیں رہتے، تو یونہی بانٹتے پھرتے ہو، کیا مقصد ہے اس کا؟ کوئی بھی فائدہ نہیں ہو گا۔ نہ تمہیں ہو گا نہ ان کو جن کو تم گویا خدا کا مال بے دھڑک تقسیم کر رہے ہو جو تمہارا رہا ہی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعض صحابہ کی مثال پیش فرماتے ہیں جن کا مسلک بالکل مختلف تھا۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں مالی تنگی کے واقعات بھی ملتے ہیں مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت ویسے ہی بہت غریب تھی اور اس غربت کی وجہ سے معمولی پیسہ پیسہ ادا کرنا بھی مشکل ہو جایا کرتا تھا۔ اب تو حالات بدل چکے ہیں لیکن ایک ایسے طریق پہ بدلے ہیں جن سے دل کو دکھ پہنچتا ہے۔ ظاہری طور پر جماعت کے بہت سے لوگ امیر ہو رہے ہیں اور دل غریب

صـ
ارشاد نبوی
خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
﴿منجانب﴾
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا :-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652, 248-5222
رہائش- 243-0794, 27-0471

ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ خبردار فقر دل کا فقر ہوا کرتا ہے۔ غربت وہ ہے جو دل پر ٹوٹی ہے۔ ورنہ اگر انسان کے پاس خالی مال ہو اور وہ بظاہر سخی ہو تو اس کا کچھ بھی فائدہ نہیں کیونکہ دل کا غریب ہونا اس کے خرچ کی راہ میں حائل ہوا کرتا ہے۔ وہ للہ نہیں رہتا۔ دکھاوے کے لئے تو کر سکتا ہے مگر اللہ کی خاطر نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے زیادہ پیار سے حضرت حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو بعد میں خلیفۃ المسیح الاوّل ہوئے، ان کا ذکر فرمایا ہے۔ اتنی محبت، اتنے پیار سے کہ رشک آتا ہے اس کو سن کر۔ جس پر خدا کا مسیح رشک کر رہا ہو اس پہ ہم کیوں رشک نہ کریں۔ بہت لمبی عبارتیں ہیں ان میں سے میں نے صرف ایک چھوٹی سی عبارت چنی ہے تا کہ نمونۃً آپ کو بتا سکوں کہ انفاق فی سبیل اللہ کہتے کس کو ہیں۔ فرماتے ہیں، "اگر میں اجازت دیتا"۔ یعنی مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر ہے۔ "اگر میں اجازت دیتا تو سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتا"۔ یعنی خلیفۃ المسیح الاول کو اگر میں اجازت دیتا۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی راہ میں آپ کا اجازت نہ دینا روک بنا ہوا تھا۔

اور ایک اور سلیقہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ادب کا یہ سمجھ آیا کہ جانتے تھے کہ خدا کی راہ میں سب کچھ خرچ کر دینا ایک دل کی تمنا ہے مگر امام کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا۔ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ خواہش کے باوجود خرچ نہیں کر رہے۔ جنہوں نے سب کچھ جو خرچ کیا ہے وہ بھی بہت ہے لیکن جو نہیں کیا اور اس کی تمنا موجود ہے اس کی راہ میں صرف اجازت روک ہے۔ پس امام کا ادب اور اس کی اجازت آپ کے نزدیک ایک بہت اہم مقام رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، "ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں"۔ اب یہ خطوط بہت لمبے ہیں اور بڑے پر لطف بھی ہیں مگر دلگداز بھی ہیں۔ میں نے تو جب بھی ان کو پڑھ کر سنانے کی کوشش کی ہے برداشت نہیں کر سکا۔ ہمیشہ جذبات سے اتنا مغلوب ہو جاتا رہا ہوں کہ گلے سے ٹھیک طرح آواز نہیں نکلتی تھی لیکن ایک چھوٹا سا اقتباس نمونۃً میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ تحریر کا نمونہ آپ پیش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول لکھ رہے ہیں، یعنی حضرت حکیم نورالدین، "میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں، آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد! میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں"۔ اب کمال راستی کہنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ آپ تو صدیق تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ راستی کے سوا اس کا کوئی کلام نہیں ہے مگر پھر بھی اپنے جوش میں عرض کرتے ہیں، "میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا"۔

اگر خرچ ہو جائے میں لفظ "اگر" وہ لفظ ہے جس کے متعلق میں پہلے بات کر چکا ہوں۔ روک تھی تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے روک تھی۔ آپ سب مال نہیں لینا چاہتے تھے اور یہ ایک ایسا اسلوب ہے ادب کا جسے جماعت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ پیش کرتے ہیں بعض لوگ اور بھی ایسے ہیں اب بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ لے لیں لیکن میرا دل اجازت نہیں دیتا اور اس اجازت نہ دینے کا مجاز مجھے مسیح موعود علیہ السلام نے بنایا ہے۔ آپ بھی بعض موقعوں پر اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو خدمت کرنے والے کے اخلاص پر شک تھا، اس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ سب کچھ لینا بعض خرابیاں بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ان میں سے مثلاً یہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی محرومی ننگی ہو جائے گی۔ کچھ ایسے ہوں گے جو سب کچھ دے رہے ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جو بہت کچھ اپنے لئے روک رکھ رہے ہوں گے۔ تو ان کے مقابل پر اگر وہ اپنی کم مائیگی کے احساس کا شکار ہو جائیں گے۔ لیکن یہ ایک میرا خیال ہے۔ بہت سے اور بھی مصالح ہیں جن کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا سب مال قبول کرنے سے احتراز فرماتے تھے۔

اب اسی تعلق میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی ایک روایت بیان کرتا ہوں جو انہوں نے منشی ظفر احمد صاحب، اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی اور انہی کے الفاظ میں اسے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول، حضرت حکیم نورالدین کے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگ تھے جن کی یہی تمنا تھی۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب روایت کرتے ہیں اپنے باپ کی زبان میں۔ ایک دفعہ حضور لدھیانہ میں تھے میں حاضر خدمت ہوا، یعنی حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کی جماعت ساٹھ روپے ایک اشتہار کے لئے جس کی اشاعت ضروری تھی برداشت کرے گی؟ اب انداز کریں وہ زمانہ کیسا تھا ایک اشتہار کی اشاعت کے لئے آپ کو اپیل کرنی پڑی۔ ساٹھ روپے کی ضرورت تھی اور جانتے تھے کس سے اپیل کرنی ہے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب عرض کرتے ہیں میں نے اثبات میں جواب دیا اور کپورتھلہ واپس آ کر اپنی اہلیہ کے سونے کی ترتی فروخت کر دی۔ اس زمانے میں ساٹھ روپے میں سونے کی ترتی فروخت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کافی وزنی ہوگی اور بہت قیمتی ہوگی اور احباب جماعت میں سے کسی سے ذکر ہی نہیں کیا۔ آگے ان کے الفاظ ہیں بڑے مزے کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور ساٹھ روپے لے کر میں اڑ گیا۔ تو دوڑتے ہوئے چلا گیا یعنی ہلکے قدموں کے ساتھ ناچتا گاتا مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ لدھیانہ جا کر پیش خدمت کئے۔ چند روز بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ آ گئے۔ اب منشی اروڑا صاحب بھی غیر معمولی فدائیت کا جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔ بے حد موقعہ کی تلاش میں رہنے والے کہ کب جماعت کی خدمت کی توفیق ملے اور میں خرچ کر سکوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خیال سے کہ میں نے کہا تھا جماعت کپورتھلہ یہ رقم دے دے، اس خیال سے آپ نے سمجھا کہ کپورتھلہ نے ہی دئے ہونگے۔ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منشی اروڑے خانؓ صاحب سے کر دی، کہ شکریہ آپ کی جماعت بڑے موقع پر کام آئی۔ ساٹھ روپے کی ضرورت تھی اور فوراً پہنچ گئے۔ منشی اروڑے خانؓ کو اتنا غصہ آیا کہ منشی ظفر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ پھر ساری عمر اس شخص نے مجھے معاف نہیں کیا کہ تم ہوتے کون تھے کہ ساری جماعت کی طرف سے آپ ہی خدمت کر دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیکھ لیا کہ غلطی ہو گئی ہے۔ کہا اسے ٹھنڈا کرو۔ آپ نے فرمایا منشی صاحب خدمت کرنے کے بہت سے مواقع آئیں گے آپ گھبرائیں نہیں۔ اس کے باوجود کہتے ہیں منشی صاحب مجھ سے ناراض رہے۔ اور خدمت کے آپ کو بہت مواقع ملے ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات چندوں سے متعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو اسے خارج کرنا چاہئے وہ منافق ہے"۔ معاہدے سے مراد یہ ہے کہ **جب کسی شخص کو جماعت کا ممبر بننے کی توفیق ملے اور اس کے نتیجے میں اس کو پتہ ہو کہ خدا مجھے کیا دیتا ہے، مجھے کیا اس کے حضور پیش کرنا چاہئے تو یہ ایک قسم کا انسان اور خدا کے درمیان معاہدہ ہوا کرتا ہے۔ اور اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو وہ منافق ہے۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں تک لکھتے ہیں "اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو اسے خارج کرنا چاہئے۔ وہ منافق ہے اور اس کا دل سیاہ ہے۔ ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ ماہواری کے روپے ہی ضرور دو۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ معاہدہ کر کے دو جس میں کبھی فرق نہ آوے"۔

اور اس معاہدہ کی مثال بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں، "صحابہ کرام کو پہلے یہ سکھایا گیا تھا"۔ یعنی معاہدہ کس چیز کو کہہ رہے ہیں، فرماتے ہیں "صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو پہلے یہ سکھایا گیا تھا لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ"۔ کہ تمہیں نیکی کا پتہ ہی نہیں کچھ چل سکتا، نیکی کہتے کس کو ہیں۔ حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ یہاں تک۔ کہ تم اس مال میں سے خرچ کرو جس کی محبت میں مبتلا ہو۔ سو سارے لوگ جن کی ایک بھاری تعداد امریکہ میں موجود ہے وہ نیکی کا تصور بھی نہیں کر سکتے کیونکہ جس مال کی محبت میں مبتلا ہیں وہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے ان کو روکتا ہے۔ لَن تَنَالُوا البِرَّ اس کا مطلب ہے کبھی بھی تم نیکی کو نہیں پا سکو گے، یہ وہم و گمان ہے تمہارا تم نیکی حاصل کر لو گے، جس مال سے محبت ہو وہ خرچ نہیں کر سکتے تو نیکی کا کیا تصور۔

اس تعلق میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ آیت بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کے نتیجے میں خرچ ہونا چاہئے اور کنجوسیوں کا علاج ہی محبت الٰہی ہے۔ جس شخص سے محبت ہو اس کی خاطر تو بعض عام آدمی بھی سب کچھ لٹا دیا کرتے ہیں۔ رد کر دیں تو ناپسند کرتے ہیں، دکھ اٹھاتے ہیں اور بعض اس کی مثالیں میں

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

نے آپ کو جماعت میں بھی دے دی ہیں۔ **محبت کے نتیجے میں خرچ کرنا سیکھیں گے تو خرچ کرنے کا سلیقہ آئے گا۔** اگر محبت نہیں ہے تو خرچ بھی کچھ نہیں۔ پس جتنے بھی لوگ کنجوس ہیں ان کی کنجوسی کا ایک ہی علاج ہے اللہ کی محبت میں گرفتار ہونے کی کوشش کریں۔ اپنے عزیزوں کو جو دیتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اس کی بجائے اس کو کیوں نہیں دیتے جس نے خود ان کو دیا ہوا ہے۔ وہ بڑے پیار اور محبت اور امیدوں سے ان سے تقاضا کرتا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ جو ہم نے ان کو دیا ہے اسی میں سے کچھ واپس کر دو۔ اور سب کچھ نہیں مانگ رہا لیکن محبت جتنی بڑھے گی وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کا جو معیار ہے وہ اونچا ہوتا چلا جائے گا۔

میں نے بارہا جماعت کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ خرچ کے لئے محبت کا ہونا ضروری ہے۔ اپنی اولاد پر صرف اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ آپ کو اس سے محبت ہے۔ اگر کسی سے محبت ہو اور وہ رد کرے تو آپ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو اللہ کے حضور خرچ کے لئے اللہ کی محبت پیدا ہونا ضروری ہے اور یہ محبت بغیر دعا کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضرت داؤدؑ کی ایک دعا بڑی محبت سے پڑھا کرتے تھے حالانکہ آپ کے دل کی کیفیت حضرت داؤدؑ کے دل کی کیفیت سے بہت اونچی تھی مگر جب ایک ہی وجود کے دو عاشق ہوں جن کے اندر رقابت نہ ہو بلکہ رشک کا جذبہ ہو تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اس شخص کی محبت میں گرفتار دوسرے کو دیکھ کر اس سے بھی محبت ہو جائے۔

آنحضرت ﷺ حضرت داؤدؑ کی یہ دعا پڑھتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِی يُبَلِّغُنِی حُبَّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِی وَاَهْلِی وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ اے اللہ مجھے اپنی محبت عطا فرما۔ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں حضرت داؤد کے الفاظ میں، ہر اس وجود کی محبت عطا فرما جو مجھے تیری طرف لے جائے جس کی محبت تیری محبت میں آگے بڑھا دے اور میں تجھ سے محبت مانگتا ہوں اس بات کی یعنی اپنے نفس، اپنے اہل، اپنے عزیزوں سے بڑھ کر جو چیز مجھے محبوب ہے وہ تُو ہے اور تو میرا اتنا محبوب ہو جا کہ ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ یہ محبت ہو جائے۔

اب ٹھنڈے پانی کی محبت تو ان لوگوں کو علم ہے جو پیاسے ہوں۔ ورنہ کسی کو کیا پتہ کہ ٹھنڈا پانی کیا چیز ہے۔ یہاں آپ کے بچے کوکا کولا پیتے پھرتے ہیں۔ تو یہ جذبہ ہے اس دعا کا کہ اے اللہ مجھے محبت عطا فرما ایسی محبت کہ کوئی چیز اتنی مجھے سیراب نہ کر سکے جو تیری محبت کرے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی عاجزانہ دعا تھی جسے باقاعدگی سے آپ مانگتے تھے اور میں جماعت کو بھی یہ سکھاتا ہوں کہ تم اپنے لئے یہ دعا کرو کیونکہ بغیر اللہ کی مدد کے تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ جب اللہ کی محبت عطا ہو گئی تو پھر سب مسائل حل ہو گئے۔ پھر خدا کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرنے کا تقاضا ہوگا کریں گے اور سمجھیں گے کہ کم ہوا ہے، جتنا حق تھا وہ ادا نہیں ہو سکا۔ حضرت مصلح موعودؓ کو یہ شعر بہت پسند تھا ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہی مضمون ہے جو بیان کرتے تھے۔ غالب کے سارے شعروں میں سب سے زیادہ عزیز آپ کو یہ شعر تھا کہ "جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"۔ بہر حال حضرت مصلح موعود عرض کیا کرتے تھے خدا کے حضور کہ ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے یہ گھر سے تو نہیں لائے سب کچھ تیری عطا تھی۔ جان دے سکتے ہیں مگر لائے کہاں سے تھے وہ بھی تو تُو نے عطا کی تھی۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ کسی صورت ہم تیری عبادت کا حق، تیری غلامی کا حق، تیری بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے اگر یہ بات سمجھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو پھر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے آپ کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا سلیقہ آجائے گا ورنہ عمر گزار دیں گے اور وہ وقت آجائے گا جب جان حلقوم کو پہنچے گی اور آپ کا مال آپ کا مال نہیں رہے گا۔ پھر خدا کی فرشتے جو سلوک کریں وہی سلوک آئندہ بھی آپ سے وہاں جا کے بھی ہوگا۔ ساری عمر کی کمائیاں، ساری عمر کی محنتیں، ساری عمر کی اللہ کی عطائیں ناشکری میں اس طرح ضائع کر دیں کہ یہ زندگی بھی ہاتھ سے چلی جائے اور اگلی دنیا بھی ہاتھ سے جائے، یہ کون سی عقل کی بات ہے۔ پس آپ کو سمجھانے کی ضرورت تو ہے اور میں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں مگر عقل ان کو ہی آئے گی جن کو خدا عقل دینا چاہے۔ میرے لئے ناممکن ہے کہ گھوٹ کر آپ کو عقل پلا سکوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی یہ ناممکن تھا۔ آپ کو اللہ نے یہ حکم دیا کہ تیرے سپرد کھول کھول کر پہنچانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تُو پہنچا تا رہ۔ جو بھی اللہ کا حکم ہے اسے آگے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کر۔ اگر وہ نہیں سمجھتے تو تیرا قصور نہیں تو نے اپنی طرف سے ہر کوشش کر لی اس کے بعد پھر ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دے۔

پس میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں نعوذباللہ من ذالک کہ رسول اللہؐ کو جو مقام خدا نے عطا نہیں فرمایا وہ مجھے عطا فرمایا، ہرگز میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔ **مگر بلاغ کا جو مضمون میں** سمجھتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے، یہ ہے کہ اتنا سمجھانا کہ اس کے بعد سمجھانے کی کوئی حد باقی نہ رہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے آخری خطبہ میں یہی پیغام مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے، رخصت ہونے کا وقت تھا ایک، آپ نے لازماً رخصت ہونا تھا لیکن یہ سوچیں کہ آپ کو خیال کیا تھا اس وقت۔ کون سا خیال آپ کے دل پر قبضہ جمائے ہوئے تھا۔ وہ یہ تھا کہ میں نے پیغام پہنچا دیا جیسا کہ خدا نے مجھے کہا تھا کیا میں نے واقعی پہنچا دیا ہے۔ تو اپنے وصال سے پہلے تمام حاضرین سے گواہی لی ہے تم گواہی دو کہ جو کچھ خدا نے مجھے تمہیں پہنچانے کے لئے امانت سپرد کی تھی میں نے تم تک پہنچا دی۔ تمام مجمع اس سے بڑا مجمع کبھی پہلے نہیں اکٹھا ہوا۔ تمام مجمع نے بلند آواز سے گواہی دی کہ اے اللہ کے رسول تو نے پیغام پہنچا دیا۔

یہ آپ کا جذبہ تھا پیغام پہنچانے کا۔ اس لئے محض اس طرح پیغام پہنچانا کہ میں نے پہنچا دیا یہ کافی نہیں ہے۔ پہنچاتے چلے جانا یہاں تک کہ زندگی کا آخری خیال یہ ہو کہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ نہیں پہنچا دیا یہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسوہ حسنہ تھا۔ اس لئے میں بھی صرف انہی معنوں میں آپ تک بار بار پیغام پہنچاتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے بعد اس کے سوا میرا کوئی اور فرض ہی نہیں رہتا کہ جس طرح آپ نے ابلاغ کی کوشش کی میں بھی ہر ممکن کوشش کروں کہ آپ کے دلوں میں سچائی کو جاگزیں کر سکوں لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ہوتا وہی ہے جو خدا کو منظور ہو اگر وہ نہ چاہے تو پھر کسی کو توفیق نہیں مل سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، **"کوئی کسی ادنیٰ درجے کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا تو احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے"**۔ کاش کوئی اس بات کو سمجھ جائے کہ جیسا بھی چہرہ ہے خدا کو دکھلانا ہوگا اور عمر بھر اس کی خیانت کرتے گزر گئی تو کون سا مونہہ لے کے خدا کے حضور حاضر ہونگے۔ چھوٹے سے ایک فقرے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے مضمون کی جان ڈال دی ہے۔ کتنا دل کو ہلا دینے والا فقرہ اور ضمیر کو جگا دینے والا فقرہ ہے۔ "ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا"۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ "تو احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے"۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں **"میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا** تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے"۔ یہ صورت حال ہے اس وقت جس کی وجہ سے **مجھے امریکہ** کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ میں نے اب یہ **فیصلہ کر لیا ہے** کہ جن لوگوں کے متعلق مجھے قطعی علم ہے کہ وہ اس قسم کی بد دیانتیوں کا شکار ہیں اور دھوکہ دے رہے ہیں **ان کے ساتھ وہی سلوک کروں گا** جو مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو الگ کر دیا جائے۔ ان کے کسی چندے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ وہ مساجد کے نام پر دے رہے ہوں یا چندہ عام کے نام پر دے رہے ہوں یا وصیت کے نام پر دے رہے ہوں اور ان کے نفس گواہ ہیں ان کے خلاف اور ان کے نفس کی گواہی ان کے خلاف لکھی جا چکی ہے۔ مرنے کے بعد ان کی جلدیں گواہ ہونگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو تفصیل سے نقشہ کھینچا ہے کہ کس طرح وہ گواہی دیں گے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں اس کو آپ پڑھ لیں تو یہ ایسی قطعی بات ہے جس میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ضرورت ہے کہ **کچھ نظام** جماعت کو حرکت میں لانے کا نظام قائم کیا جائے۔

اب تک میرا جائزہ یہ ہے کہ آپ کی جماعت کے جو محصلین ہیں اور چندہ اکٹھا کرنے والے ہیں ان کا ایک سرسری رجحان ہے جو شخص جو لکھوا دے وہ کہتے ہیں پورا ادا کر رہا ہے۔ ایسی بعض فہرستیں میرے سامنے آئیں جن میں یہ درج تھا کہ یہ صاحب بھی بالکل پورا ادا کر رہے ہیں، وہ صاحب بھی پورا ادا کر رہے ہیں۔ اور جب میں نے کہا مجھے بتاؤ تو سہی کہ کتنا ادا کر رہے ہیں اُس وقت بات کھلی کہ جن کو مقامی جماعت سمجھ رہی تھی کہ پورا ادا کر رہے ہیں وہ پورا سوال ہی نہیں، پورے کا بعض صورتوں میں سوواں (۱۰۰) حصہ بھی نہیں تھا۔ جب اس سلسلہ میں چھان بین شروع کی تو بہت سے آدمی میرے سامنے ایسے آئے ہیں جن کے متعلق اور باتوں کے علاوہ میں نے ایک قطعی فیصلہ کر لیا ہے **جو پہلے بھی**

میں ہمیشہ کیا کرتا تھا مگر جماعت مجھے اگر ایسے لوگوں سے غافل رکھے تو پھر میرا قصور نہیں ہے۔

میں ہمیشہ اصرار کرتا ہوں کہ میں کبھی کسی سے کوئی ذاتی ہدیہ نہیں لوں گا جب تک وہ جماعت کا حق پورا ادا نہیں کرتا اور جماعت کی غلط اطلاعوں کی وجہ سے بعض ایسے لوگوں کا ذاتی ہدیہ لینے پر میں بڑی دیر سے مجبور چلا آرہا تھا، مجھے علم بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے چھان بین کی تو پتہ چلا کہ ہرگز ان کے کسی ہدیہ کی مجھے ضرورت نہ تھی، نہ ہے بلکہ میرے دل میں سخت کراہت پیدا ہو رہی ہے کہ کیوں لاعلمی میں وہ ہدیہ لیتا رہا ہوں۔ جب تک جماعت سے ایسے لوگوں کے معاملات ٹھیک نہیں ہونگے ان کا کوئی ہدیہ میرے لئے کوئی محبت پیدا نہیں کر سکتا سوائے بوجھ کے، سوائے تکلیف کے میرے دل میں ان کا ہدیہ کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔

تو جماعت سے ٹھیک ہو جاؤ ورنہ اب میں امیر صاحب کو یہ ہدایت دینے والا ہوں کہ ایسے لوگوں کی پوری چھان بین کریں اور محض سیکرٹری مال کی اس بات پر نہ جائیں کہ یہ سب کچھ دے رہے ہیں دیانتداری سے ایسے احمدی پروفیشنل مقرر کریں جن کے چندے کے متعلق ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ وہ پورا ہے اس کے حساب کا جائزہ لیں اور ان کے دس دس بارہ بارہ سال کے چندے اگر ان کو واپس کرنے پڑیں تو کر دئے جائیں۔ جو میری گارنٹی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں جماعت احمدیہ امریکہ کو اگر کوئی خدشہ ہو مالی نقصان پہنچنے کا تو اس کا میں ضامن ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے باہر سے ایسے احمدی خدمت کرنے والے موجود ہیں جو میرے پاس ایسی رقمیں جمع کروا دیتے ہیں جو بڑی بھاری رقمیں ہوتی ہیں اس اجازت کے ساتھ کہ میں جہاں چاہوں خرچ کروں۔ تو میں نے سیکرٹری مال جو ہمارے ساتھ سفر کر رہے ہیں ان کو ہدایت کر دی ہے کہ امیر صاحب کو یہ اطمینان دلا دیں کہ یہ سارے پیسے واپس کرنے شروع کریں اور جماعت امریکہ کو ایک کوڑی کا بھی نقصان نہیں ہوگا۔ باہر کی دنیا جماعت امریکہ کی مدد کرے گی اور اللہ کے فضل کے ساتھ آپ بے دھڑک خدا کی راہ میں یہ قربانی دیں کہ ان کے چندے ان کو واپس کر دیں ہمیں قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک نحوست کا داغ ہے جو جماعت امریکہ پر لگا ہوا ہے آئندہ اب یہ داغ نہیں لگے گا۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ امیر صاحب امریکہ اس یقین دہانی کے بعد جو میں نے ابھی کرائی ہے ذرہ بھی تردد نہیں کریں گے کہ ان لوگوں کی تفصیلی چھان بین کریں۔ ویسے تو مجھے یقین ہے کہ اگر میں یہ یقین دہانی نہ بھی کرواتا تو انہوں نے وہی کرنا تھا جو میں کہہ رہا ہوں. لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس نظام کو نافذ ہونے میں کچھ وقت لگے گا اس لئے جب تک یہ پوری طرح نافذ نہیں ہو جاتا کم سے کم جماعت امریکہ کے لئے ایک متبادل ذریعہ ضرور ہونا چاہئے۔

یہ بھی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر جماعت امریکہ کے متمول لوگ اس توفیق کے مطابق خرچ کریں جو خدا تعالیٰ نے ان کو دی ہے تو آپ کو مساجد کے نام پر بھی کوئی روپیہ اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں جتنی چاہیں مساجد بنائیں ان سب کی ضرورت عام چندوں سے پوری ہو سکتی ہے۔ اس کے باوجود اتنی بڑی رقم بچ سکتی ہے کہ تبلیغ کے رستے میں جو مالی ضرورتیں مشکل پیدا کر رہی ہیں وہ ساری حل ہو جائیں گی۔ اتنا روپیہ آپ کو تبلیغ کے لئے مل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ساری پرانی حسرتیں پوری کریں اور وہ انقلاب برپا کرنا شروع کر دیں جس کی ہمیں شدید ضرورت ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جماعت امریکہ کے وہ لوگ جو صاحب دل ہیں، جن کا ضمیر ابھی زندہ ہے، وہ کم سے کم اس سے استفادہ کر کے اپنی زندگی کا ایک نیا سفر شروع کریں گے۔ ☆......☆......☆

قادیان میں یوم آزادی کی تقریب

قادیان 15 اگست (نامہ نگار خصوصی) کے تاریخی دن کی تقریب شایان شان طریق پر منائی گئی پنڈال خوبصورت جھالروں سے سجایا گیا تھا قومی جذبہ سے سرشار ہو کر قرب و جوار کے علاقوں سے کثیر تعداد میں مختلف طبقات کی نمائندگی کرتے ہوئے احباب و مستورات نے شرکت کی۔ احمدیہ جماعت کے افراد نے بھی جماعتی روایات کے مطابق اس میں شرکت کی۔ جناب نتھا سنگھ دالم M.L.A مہمان خصوصی نے 11.30 بجے قومی جھنڈا لہرایا۔ اور گارڈ سے سلامی لی۔ اس موقع پر رنگا رنگ لباس میں ملبوس سکول کی بچیوں نے قومی ترانا پیش کیا۔ ان کے بعد پروگرام تقاریر ملی نغموں و کلچرل گیتوں کا شروع ہوا جس کی صدارت محترمہ اندرجیت کور صدر بلدیہ نے فرمائی۔ بیچ بیچ میں آزادی کی اہمیت وافادیت پر مختلف لیڈر صاحبان تقاریر کرتے رہے محترم سعادت احمد صاحب جاوید ایڈیشنل ناظر امور عامہ و وائس پریذیڈنٹ بلدیہ نے نہایت مؤثر انداز میں آزادی حاصل کرنے والے شہیدوں کی یاد دلائی اور آزادی کے تئیں ہمارے فرائض کیا ہیں پر روشنی ڈالی۔ ان کے ساتھ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ بھی سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ احمدیہ سکول کے بچوں نے ترانہ ہندی "سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا" دلکش انداز میں گایا۔ اس بار خاص بات یہ دیکھنے میں آئی کہ اس قومی تقریب کو سبھی سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں نے ایک سٹیج سے منایا۔ جناب فتح جنگ صاحب باجوہ کرنل اوتار سنگھ صاحب کھیرا۔ حکیم سورن سنگھ صاحب۔ جناب کشمیرا سنگھ صاحب اور جناب کلبیر سنگھ رندھاوا پربھ دیال، جاگیر سنگھ اور منموہن سنگھ اوبرائے بھی سٹیج پر رونق افروز تھے۔ آخر پر سردار نتھا سنگھ دالم M.L.A مہمان خصوصی نے آزادی کی شمع روشن کرنے والوں کو خراج تحسین پیش کیا اور ہندو مسلم سکھ عیسائی بھائی چارہ کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور ملک کی تعمیر و ترقی میں جٹ جانے پر زور دیا۔ آپ کی تقریر کے بعد بلدیہ کی طرف سے بعض معزز افراد کو مومینٹو پیش کئے گئے۔ مکرم سعادت احمد صاحب جاوید وائس پریذیڈنٹ کو بھی مومینڈو ایم ایل اے صاحب نے دیا۔ ۲ بجے یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد صدر بلدیہ نے اپنے کھانے کا اہتمام معزز مہمانوں کیلئے کیا تھا۔ جہاں شرکت کیلئے مہمان تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ملک و قوم کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆

امتحان دینی نصاب

امتحان دینی نصاب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے تعلق سے ایک ضروری اعلان ہے کہ سوالیہ پرچہ جات مقامی امیر / صدر صاحبان کے ایڈریس پر بھجوائے جا رہے ہیں۔ صدر / امیر سے گذارش ہے کہ اگست کے آخر تک امتحان لے کر جوابی پرچہ جات دفتر کو بھجوائیں۔ شکریہ۔ اگر کسی مجلس میں پرچے پہنچنے میں تاخیر ہو جائے تو دفتر کو مطلع فرمائیں۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

درخواست دُعا

مورخہ ۹۸-۷-۲۷ کو ہمارے مبلغ سلسلہ تحریک جدید برائے نیپال مکرم مولوی عزیز احمد صاحب سہارنپوری کو نیپال کے اٹھری علاقہ میں ایک حادثہ میں شدید چوٹیں آئی ہیں۔ موصوف کی شفایابی کیلئے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اسی طرح معلم مکرم شاہ جہاں گوتم کو بھی کچھ چوٹیں آئی تھیں ان کی شفایابی کیلئے بھی دُعا کی درخواست ہے۔

(محمد کلیم خاں مبلغ سلسلہ نیپال)

مکرم حمید احمد صاحب چوہدری آف فرینکفرٹ جرمنی کی ٹانگ میں فریکچر ہونے سے کئی پیچیدگیاں ہو گئی ہیں ٹانگ وزن برداشت نہیں کرتی کامل شفایابی کیلئے اسی طرح موصوف کی بڑی بیٹی کی شہریت کا معاملہ کافی عرصہ سے زیر کاروائی ہے اس میں معجزانہ کامیابی نیز باقی بچوں کے رشتوں کے مسائل خوش اسلوبی سے تکمیل پانے اور ہر طرح کی پریشانیوں سے مخلصی پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر بدر قادیان)

☆۔ خاکسار کے والد محترم چھکن انصاری صاحب کی طبیعت گذشتہ دنوں ناساز ہو گئی تھی اب پہلے سے بہتر ہے۔ کمزوری بہت ہے۔ شفائے کاملہ عاجلہ اور جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

(مبارک احمد سلیہ۔ فضل عمر آفسیٹ پریس قادیان)

مکرم عبد الرزاق صاحب آف جالندھر اعانت بدر میں مبلغ 50 روپے بھجواتے ہوئے افراد خاندان کی صحت و سلامتی باعزت رزق ملنے دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۔ مکرم عبد الحمید صاحب آف سورب (کرناٹک) اپنے بڑے بھائی نور احمد صاحب جو ایک عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں کی کامل شفایابی کیلئے نیز بڑے لڑکے مقبول احمد کے صحیح رنگ میں خدمت کی توفیق پانے کیلئے دو بچے وقفِ نو میں شامل ہیں ان کے نیک صالح ہونے کیلئے۔ نیز باقی اہل و عیال کی صحت و سلامتی نیک خواہشات کی تکمیل کیلئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (اعانت بدر۔/۵۰)

☆۔ مکرم فاروق احمد صاحب ناصر آباد نے 50 روپے اعانت بدر میں دیکر درخواست دُعا کی ہے۔

☆۔ مکرم غلام احمد ڈار صاحب ناصر آباد نے 50 روپے اعانت بدر میں دیکر درخواست دُعا کی ہے۔

☆۔ مکرمہ منورہ جبین صاحبہ سری نگر نے اعانت بدر میں 50 روپے دیکر اپنی بچیوں کیلئے درخواست دُعا کی ہے۔

☆ مکرم سلیم الدین خان صاحب آف کیرنگ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملازمت مل گئی ہے موصوف 100 روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اس کے بابرکت ہونے اور اپنی دینی و دنیاوی ترقیات اور خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(شیخ علی احمد سیکرٹری تعلیم و تربیت کیرنگ اڑیسہ)

☆ مکرمہ رخسانہ مسعود ڈار صاحبہ آف آسنور کافی عرصہ سے کمر درد سے بیمار چلی آرہی ہیں کامل صحت کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 100 روپے۔

☆۔ مکرم جاوید احمد واعظ صاحب رشی نگر کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا ہے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور روزگار میں برکت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر 100 روپے۔

☆ امۃ القیوم صاحبہ گاگرن بیٹے کے روزگار کیلئے اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی کیلئے درخواست دُعا کرتی ہیں۔ اعانت بدر 100 روپے۔

☆۔ سیدہ امۃ الحی صاحبہ سری نگر کامل صحت کیلئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ اعانت بدر 50 روپے

☆۔ مکرم عبد الحمید صاحب لون ناصر آباد نے اعانت بدر میں 50 روپے ادا کر کے دُعا کی درخواست کی ہے۔

☆۔ مکرمہ امۃ الشفیق صاحبہ یاری پورہ نے اعانت بدر میں 50 روپے ادا کر کے اپنی بچی عالیہ کیلئے درخواست دُعا کی ہے۔

تربیت اولاد کیلئے والدین کی ذمہ داریاں

از۔الحاج محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مشنری انچارج جرمنی

اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیت لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنسَانَ فِی اَحْسَنِ تَقْوِیْم کے مطابق انسان کو بہتر سے بہتر طاقتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اسی اصول کے مطابق عموماً ہر انسان کی یہ فطرتی خواہش ہے کہ اس کی اولاد صالح اور نیک ہو تاہم صرف خواہش سے مقصد کو حاصل نہیں کیا جا سکتا اس کیلئے انسان کو ایک دوسری آیت لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنسَانَ فِی کَبَدِ کی تعمیل میں محنت اور مشقت سے کام لینا ہو گا۔

صالح اور نیک اولاد کے حصول کیلئے بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنیادی ہدایت ان الفاظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَلِجَمَالِھَا وَلِدِیْنِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ۔ یعنی بیوی کا انتخاب چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ مال و دولت کی وجہ سے بیوی کا انتخاب کرتے ہیں۔ بعض حسب و نسب پر اپنے انتخاب کی بنیاد رکھتے ہیں۔ بعض عورت کے حسن و جمال کو دیکھتے ہیں اور بعض دین اور اخلاق کے پہلو کو مقدم کرتے ہیں مگر اے اسلام کے فرزند جس نے اپنی قسمت میرے ساتھ وابستہ کی ہے تو ہمیشہ اخلاق اور دین کے پہلو کو مقدم کیا کر ورنہ تیرے ہاتھ خاک آلود رہیں گے۔

صالح اور نیک اولاد کے حصول کیلئے آنحضرت ﷺ کی یہ ہدایت سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ ماں کا جو اثر اولاد کی تربیت کے معاملہ میں ہوتا ہے اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں۔ اور قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں ”حق یہ ہے کہ نیک اولاد پیدا کرنے کیلئے نیک ماں سے بڑھ کر آج تک زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی مشین ایجاد نہیں ہوئی اور جیسا کہ اس حدیث (مذکورہ بالا) میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ماں کا اثر اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہو جاتا ہے اور اسلام کا یہ کمال ہے کہ اس نے جڑھ پر ہاتھ رکھ کر اولاد کی تربیت کا انتظام اس وقت سے شروع کیا ہے جب کہ ابھی اولاد کا وجود تک نہیں ہوتا اور حکم دیا ہے کہ اگر نیک اولاد حاصل کرنا چاہتے ہو تو اولاد کے پیدا ہونے سے بھی پہلے اولاد پیدا کرنے والی ماں کا فکر کرو اور بیوی کے انتخاب کرتے ہوئے ایسی عورت کے ساتھ رشتہ جوڑو جو دیندار اور با اخلاق ہو ورنہ تمہارے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے۔ اس ارشاد میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ قطع نظر اس کے کہ جس طرح اچھی زمین اور اچھے کھیت کا اثر طبعی رنگ میں فصل پر پڑتا ہے اسی طرح اچھی ماں کا نسلی اثر اولاد کے اخلاق و عادات پر بھی طبعی رنگ میں پڑتا ہے۔ نیک مائیں اولاد پیدا ہونے کے بعد ان کی عملی تربیت میں بھی بہت بھاری اثر رکھتی ہیں بے شک اولاد کی تربیت میں باپ کا بھی کافی دخل ہوتا ہے مگر اس دخل کو اس عظیم الشان اثر سے کوئی نسبت نہیں جو ماں کو حاصل ہے۔ بچہ بچپن سے ماں کی چھاتیوں کا دودھ پیتا ہے اس کی گود میں پرورش پاتا ہے۔ دن رات اس کے پاس گذارتا ہے۔ اپنی ہر بات اس سے کہتا ہے۔ اپنی ہر ضرورت اس سے بیان کرتا ہے۔ ہر امر میں اس کا مشورہ ڈھونڈتا۔ اس کی محبت کی باتوں کو سنتا اس کی ڈانٹ ڈپٹ پر بھی اس سے چمٹتا۔ اس کے ہر عمل کو دیکھتا اور اس کے ہر قول پر کان دھرتا ہے۔ الغرض اس کے وجود کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ اس چوبیس گھنٹے کے گہرے جوڑ کے مقابل پر باپ کا گاہے بگاہے کا واسطہ جو وہ بھی اکثر خشک رنگ کا ہوتا ہے گویا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔

اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اولاد کیلئے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ اگر ماں نیک ہو تو اس کی دن رات کی صحبت اولاد کو سیدھا جنت میں پہنچا دیتی ہے“۔

(جماعتی تربیت اور اس کے اصول صفحہ ۷۔۸)

دیندار اور با اخلاق عورت سے شادی کرنے کے بعد دوسری بنیادی ہدایت جو قرآن کریم سے صالح اولاد کے حصول کیلئے ملتی ہے وہ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صالح اولاد عطا فرمائے۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ملت اور دین کو سب سے بہتر قرار دے کر اس کی پیروری اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے ” وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا “یعنی اور اس شخص سے بڑھ کر کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے خوب اچھی طرح عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور ابراہیم کے دین کی جو سلامت رو تھے پیروی اختیار کی۔

بلکہ اور تو اور خود آنحضرت ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریق کو اختیار کرنے کا بذریعہ وحی ارشاد فرمایا۔

” ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا “

یعنی اے رسول ہم نے تجھے وحی کے ذریعہ سے حکم دیا ہے کہ ہماری کامل فرمانبرداری پر ہمیشہ قائم رہنے والے ابراہیم کے طریق کی پیروی کر۔

(سورہ النحل آیت ۱۲۴)

اور صالح اولاد کے حصول کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریق قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

” رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ “

یعنی اے میرے رب! مجھے نیکوکار اولاد بخش

(سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسی طریق کی پیروی میں آنحضرت ﷺ نے صالح اولاد کے حصول کیلئے خاوند اور بیوی دونوں کو خلوت یعنی اپنے مخصوص تعلق کے وقت اس دعا کو مانگنے کا ارشاد فرمایا ” اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا “ یعنی اے ہمارے خدا جس کے ہاتھ میں تمام قدر خیر و شر کی کنجی ہے تو نہ صرف ہمیں شیطانی خیالات اور شیطانی اعمال سے بچا بلکہ جو اولاد تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطانی اثرات سے محفوظ رکھ۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو میاں بیوی اپنے خلوت کے اوقات میں پاک نیت کے ساتھ یہ دعا مانگیں گے اور انہیں اس خلوت کے نتیجہ میں کوئی اولاد حاصل ہو گی تو اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو مس شیطانی سے بچائے گا سوائے اس کے کہ کوئی بچہ کسی خارجی اثر کے ماتحت خود شیطان کا چیلہ بن جائے۔ ظاہر ہے کہ میاں بیوی کی خلوت کے وقت جنسی شہوات کے غیر معمولی زور کا وقت ہوتا ہے لہذا اس میں کیا شبہ ہے کہ جو مرد و عورت ایسے وقت میں بھی خدائے قدوس کو یاد کرتے اور اس کی جانب سے طہارت اور پاکیزگی کے طالب ہوتے ہیں ان کی اولاد لازماً ان کی اس غیر معمولی نیکی اور اس دردمندانہ دعا سے حصہ پاتی ہے۔ پس اپنی اولاد کو نیک دیکھنے والوں کیلئے یہ دعا بھی ایک لطیف اور آسان ذریعہ ہے جو ہمارے آقا نے بیان فرمایا ہے اور یہ محض خوش عقیدگی کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ دنیا کا نفسیاتی تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ مرد و عورت کے خلوت کے وقت کے جذبات سے اولاد ضرور متاثر ہوتی ہے مگر بہت کم ہیں جو ان پر حکمت ہدایتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔“

(جماعتی تربیت اور اس کے اصول از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ ۱۰۔۱۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صالح اولاد کے حصول کی دعا کر کے اولاد عطا ہونے پر اپنی پہلی دعا پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ متواتر دعا کا سلسلہ جاری رکھا اور قرآن کریم نے ان کی دعاؤں کو محفوظ کر کے ہمیں ان کے نمونہ پر اولاد کیلئے متواتر دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً آپ نے یہ دعائیں کی“۔

۱۔ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ یعنی اے میرے رب اس شہر (یعنی مکہ) کو امن والی جگہ بنا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے دور رکھ کہ ہم معبودان باطلہ کی پرستش کریں۔

(سورہ ابراہیم آیت ۳۶)

” رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ “

یعنی اے میرے رب مجھے اور میری اولاد میں سے ہر ایک کو عمدگی سے نماز ادا کرنے والا بنا۔ اے ہمارے رب ہم پر فضل کر اور میری دعا قبول فرما۔

(سورہ ابراہیم آیت ۴۱)

۳۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ“

یعنی اے ہمارے رب اور ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ ہم دونوں (ابراہیم و اسماعیل) کو اپنا فرمانبردار بندہ بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں ہمارے حال مناسب حال عبادت کے طریق بتا اور ہماری طرف اپنے فضل کے ساتھ توجہ فرما۔ یقیناً تو اپنے بندوں کی طرف بہت توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۲۹)

والد کی دعا اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ” ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیْھِنَّ دَعْوَۃُ الْوَالِدِ وَدَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ وَ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ “ (ترمذی و ابوداؤد ابن ماجہ)

یعنی تین دعائیں مقبول ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے۔ (۱) والد کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اولاد کیلئے دعا کی اہمیت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

” میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے گویا بد مزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔۔۔۔ جس طرح اور جسقدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کیلئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرالیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔ میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔

اول :۔ اپنے نفس کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جن سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

دوم :۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

سوم :۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

چہارم :۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کیلئے نام بنام۔

پنجم :۔ اور پھر ان سب کیلئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۔۴)

ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا :۔

” پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کیلئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کیلئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو“۔

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۹)

قرآن کریم میں عباد الرحمٰن - خدائے رحمان کے بندوں کی ایک صفت یہ بتائی ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور اولاد کیلئے دعا مانگتے ہیں۔

" وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا"

یعنی اور وہ لوگ بھی رحمٰن کے بندے ہیں جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ (سورۃ الفرقان آیت ۷۵)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں :۔

"اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہمیشہ اپنی آئندہ نسل کی دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ نور ایمان جو ان کے دلوں میں پاک پایا جاتا ہے صرف ان کی ذات تک محدود نہ رہے بلکہ قیامت تک چلتا چلا جائے اور کوئی زمانہ بھی ایسا نہ آئے جس میں ان کی اولاد یا ان کے متبع اور شاگرد دنیاداری کی طرف مائل ہو جائیں اور خدا اور رسول کے احکام پر دنیا کو مقدم کرلیں۔ قرآن کریم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایک بڑی خوبی یہ بیان فرمائی ہے کہ "کان یامر اھلہ بالصلوۃ والزکوۃ" (مریم آیت ۵۶) یعنی وہ اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو نماز اور زکوۃ کی تاکید کیا کرتے تھے تاکہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں ہمیشہ قائم رہے اور ہمیشہ کیلئے نماز اور زکوۃ کا سلسلہ جاری رہے اور یہی ہر مومن کا کام ہے اور اس کا فرض ہے کہ جہاں وہ اپنی اولاد کی نیک تربیت سے کبھی غافل نہ ہو وہاں وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کرتا رہے اور خود ان کا معلم بنے اور انہیں اس قابل بنائے کہ وہ ہمیشہ اسلام کا جھنڈا اونچا رکھیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام بلند کرتے رہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۵۹۶-۵۹۵)

یہ دعا کا مضمون نامکمل رہے گا جب تک اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کے ذریعہ قرآن کریم میں سکھلائی گئی جامع دعا کو بیان نہ کیا جائے اور وہ دعا یہ ہے۔

" رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" یعنی اے میرے رب مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور اس بات کی بھی توفیق دے کہ میں ایسے اچھے اعمال کروں جن کو تو پسند کرے۔ اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر میں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔ (سورۃ الاحقاف آیت ۱۶)

اس دعا کے کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں فرماتا ہے۔

" اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْھُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِھِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّۃِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ"

یعنی جو لوگ ایسا کریں گے وہی لوگ ایسے ہوں گے جن کے اچھے اعمال ہم قبول کریں گے اور ان کی بدیوں سے ہم درگذر کریں گے۔ یہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جو شروع پیدائش آدم سے مومنوں سے کیا جارہا ہے۔ (سورۃ الاحقاف آیت ۱۷)

لہذا ہمیں ہر والد اور ہر والدہ کو ابراہیمی طریق کی متابعت میں اپنی اولاد کیلئے ہمیشہ تواتر سے دعائیں کرتے رہنا چاہئے تاہم جیسے صرف خواہش سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح دعاؤں کی قبولیت کیلئے بھی ظاہری تدابیر اور کماحقہ کوششوں کو بروئے کار لانا ضروری ہے اور تربیت اولاد کیلئے دعا کے ساتھ بچے کی پیدائش پر پہلا ضروری حکم آنحضرت ﷺ نے یہ دیا ہے کہ "جب کسی کے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہو (خواہ وہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو) تو اس کے جسم کی صفائی کے بعد اس کے کانوں میں اسلامی اذان کے الفاظ دہرانے چاہئیں۔ یعنی بچے کے دائیں کان کے ساتھ منہ لگا کر یہ الفاظ کہنے چاہئیں کہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ (چار دفعہ) اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (دو دفعہ) اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (دو دفعہ) حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ (دو دفعہ) حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (دو دفعہ) پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ (دو دفعہ) اور پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (ایک دفعہ) یہ وہ مبارک اور جامع الفاظ ہیں جن میں اسلام کی تعلیم کا گویا ایک مکمل خلاصہ آجاتا ہے اور ولادت کے معاً بعد بچوں کے کان سے منہ لگا کر ان الفاظ کو تکرار کے ساتھ دہرانے میں یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ بچوں کو صرف ایک دفعہ نصیحت کرنا ہی کافی ہے بلکہ ان کے دلوں میں اسلام کی تعلیم کا۔ پختہ نقش پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نیک نصیحتوں کو بار بار دہرایا جائے اور پاک خیالات کو ان کے دل و دماغ کے سامنے کثرت اور تکرار کے ساتھ لایا جائے۔ اور پھر اس زرین ہدایت میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کی تربیت شروع ہو جانی چاہئے اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بچہ تو ابھی چھوٹا ہے جب بڑا ہوگا تو اسے سمجھا لیں گے بلکہ ضروری ہے کہ اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی تربیت کا کام شروع کردیا جائے کیونکہ گو وہ بظاہر نہیں سمجھتا اور شروع میں اس کے کان اور اس کی آنکھیں بھی اچھی طرح کام نہیں کرتیں مگر حقیقۃً وہ پیدا ہوتے ہی ماحول کا اثر قبول کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ایک باریک نفسیاتی نکتہ ہے جسے گو عوام الناس نہ سمجھیں مگر علم النفس کے ماہر اسے خوب سمجھتے اور اس کی حقیقت کو پہچانتے ہیں۔

"اسی طرح دائیں کان میں اذان دینے کے بعد بائیں کان میں اقامت کے الفاظ دہرانے کا حکم ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ بچہ کی ولادت کے ساتھ ہی اذان کی قولی تعلیم کے علاوہ بالقوہ طور پر بچے کی عملی تعلیم کا زمانہ بھی شروع ہو جاتا ہے اسی لئے اس کے کان میں قدقامت الصلوۃ (یعنی اب تمہارے عبد بننے کا وقت شروع ہو رہا ہے) کے الفاظ ڈال کر اسے آنے والی عملی زندگی کیلئے تیار کیا جاتا ہے اور یہ دونوں نہایت درجہ لطیف اشارات میں جو بچہ اور اس کے والدین ہر دو کیلئے ایک مبارک درس حکمت کا کام دیتے ہیں۔

(جماعتی تربیت اور اس کے اصول از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۱۳-۱۱)

آغاز مضمون میں عرض کیا تھا کہ آیت قرآنی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ کے مطابق خواہش اور مقصد کے حصول کیلئے محنت اور مشقت کی ضرورت ہے۔ "اخلاق اور اعمال کی درستی کیلئے" بھی حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے الفاظ میں :۔ "صرف ارادہ ہی کرلینا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ مشق اور محنت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ محنت اور مشقت کے بغیر محض ارادہ کچھ فائدہ نہیں دے سکتا لیکن جہاں ارادہ کے ساتھ مشق کا ہونا ضروری ہے اور بغیر محنت اور مشقت کے محض ارادہ بے فائدہ ہے وہاں پر یہ بات بھی ہے کہ وہ محنت اور مشق بھی خاص حالات اور خاص واقعات سے تعلق رکھتی ہے اور بہترین حالات اور واقعات میں سے جو اخلاق اور اعمال کی درستی کیلئے مناسب اور موزوں ہیں ان میں سب سے بڑھ کر بچپن کا زمانہ ہے۔ بچپن کے زمانہ میں جس آسانی کے ساتھ ایک بچہ کسی کسب کو سیکھ سکتا ہے اور اس کے لئے محنت اور مشقت کی تکلیف برداشت کرسکتا ہے بڑی عمر میں برداشت نہیں کرسکتا۔ بچے کے احساسات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ محنت اور مشقت کو بہت کم محسوس کرتا ہے وہ اس خالی پیالے کی طرح ہوتا ہے جس میں ہر ایک چیز ڈالی جاسکتی ہے۔ بچہ ہر ایک کام سیکھنے کیلئے تیار ہوتا ہے۔۔۔"

"اگر بچپن میں جھوٹ یا چوری وغیرہ کی بد عادات پڑ جائیں تو بڑے ہو کر ان کو کتنے ہی وعظ و نصیحت کئے جائیں کتنا سمجھایا جائے اور کتنی ہی ملامت کی جائے لیکن وہ ان افعال کو برا سمجھتے ہوئے بھی ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔۔۔ بچپن کی عادات انسان کے ساتھ جاتی اور باقی رہتی ہیں الا ماشاء اللہ"

"اس لئے بچپن میں بچوں کو اخلاق فاضلہ کی مشق کرانی چاہئے اس سے آئندہ نسلوں کے اخلاق کی حفاظت ہو جائے گی۔ یہ بچپن میں تربیت نہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ کئی ایسے آدمی ہیں جو بہت مخلص اور نیک ہیں لیکن بے ساختہ ان کے منہ سے گالیاں نکل جاتی ہیں۔۔۔ یہ بچپن کی عادت کا نتیجہ ہے کہ وہ اس فعل کی مضرتوں سے واقف ہوتے ہوئے بھی اس سے بچ نہیں سکتے۔۔۔ بچپن کے زمانہ میں جہاں بچہ بہت جلد اور آسانی کے ساتھ اخلاق فاضلہ سیکھ سکتا ہے وہاں اگر اس کی نگرانی نہ کی جائے اور اس کے اخلاق خراب ہو جائیں تو ایسا خطرناک ہو جاتا ہے کہ دوسرے بچوں کے اخلاق بھی بگاڑ دیتا ہے۔ بڑے بڑے آدمی تو چونکہ عیب کو عیب سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں اس لئے اس سے بچنے کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن بچوں میں چونکہ نقل کرنے کی عادت ہوتی ہے اس لئے وہ جو کچھ دوسرے کو کرتے دیکھتے ہیں وہی کرنے لگ جاتے ہیں۔۔ ایک لڑکے کو اگر جھوٹ بولنے کی عادت ہو گی یا گالیاں دینے کی یا چوری کرنے کی تو جتنے لڑکوں کا اس سے تعلق ہوگا وہ سارے کے سارے ان حرکات میں اس کی نقل کریں گے۔۔۔ تو بچپن کا زمانہ نہ صرف یہ کہ اخلاق فاضلہ سیکھنے کا بہت بڑا میدان ہے بلکہ دوسروں کے اخلاق بگاڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔۔۔ غرض بچپن میں جن کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں وہ نہ صرف اپنے آپ کو تباہ کر لیتے ہیں بلکہ اوروں کی بھی تباہی کا باعث بنتے ہیں اور بچپن کی عادات کا اس قدر اثر ہوتا ہے کہ بڑے ہو کر ان کی اصلاح مشکل ہو جاتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹۳۵ء ماخوذ از الازھار لذوات الخمار)

بچپن میں تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کیلئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب ڈاڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضْرِبُ کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی نہیں ہوتا۔۔۔

"پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشو و نما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دل نشین ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے غرض یہ ایک طویل امر ہے۔

مختصر یہ کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہئے کہ دینی تعلیم ابتداء سے ہی ہو اور میری ابتداء سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے۔ اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے۔۔۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۷-۷۰)

"بچوں کو تنبیہ کردینا بھی ضروری ہے۔ اگر اس وقت ان کو شرارتوں سے منع نہ کیا جاوے تو بڑے ہو کر انجام اچھا نہیں ہوتا۔ بچپن میں اگر لڑکے کو کچھ تادیب کی جاوے تو اس کو خوب یاد رہتی ہے کیونکہ اس وقت حافظہ قوی ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۴۱۵)

باقی

درخواست دعا

مکرم عبدالرزاق صاحب آف جالندھر اعانت بدر میں مبلغ -/۵۰ روپے بھجوائے ہوئے۔ افراد خاندان کی صحت و سلامتی باعزت رزق ملنے دینی دنیوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مینجر بدر)

اعلان نکاح

عزیزہ درثمین بنت مکرم محمد لیسین صاحب ڈار کنڈی پورہ تحصیل کولگام ضلع اننت ناگ کا نکاح مورخہ ۹۵-۴-۱۶ کو مکرم نذیر احمد صاحب ڈار ولد غلام احمد ڈار ساکن ناصر آباد تحصیل کولگام ضلع اننت ناگ کے ساتھ ایک لاکھ روپے حق مہر پر مکرم مبارک احمد صاحب عابد نے پڑھایا۔ قارئین بدر سے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر -/۱۰۰ روپے)

(محمد یوسف انور مدرس مدرسہ احمدیہ)

فرانکفرٹ سے قادیان تک

(فضل الٰہی انوری مقیم جرمنی)

کچھ عرصہ قبل میرے دل میں یہ خیال اُٹھا کہ کیوں نہ میں اُن بزرگان سلسلہ کی زندگیوں کے بعض ایمان افروز واقعات قلمبند کروں۔ جنہیں مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوّلین غلاموں میں شامل ہو کر آپ کی قوت قدسیہ کی بدولت وہ مقام حاصل ہوا جو اُمتِ مسلمہ کے ایک مخصوص طبقہ۔ طبقہ صلحاء۔ کو ہمیشہ سے حاصل رہا ہے اور جن کی پاکیزہ سیرت، تقویٰ و طہارت۔ نیکی اور خدا ترسی۔ اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے نہ صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے مرد و زن بلکہ دنیا کے ہر انسان کیلئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کیلئے سب سے پہلے میرے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وہ خطبات آئے جن میں حضور نے بعض بزرگانِ سلسلہ کا نام لیکر ان کی نیکی اور پاکیزگی کو اپنانے اور اسے اپنی زندگی کا شعار بنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ پھر سلسلہ کے اخبارات و رسائل میں اُن دنوں کثرت سے ایسے واقعات شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں جن سے مَیں اپنے اِس مضمون کیلئے استفادہ کر سکتا تھا۔ تاہم ان سے مجھے اتنا مواد نہ مل سکا یا اتنی تفصیل سے نہ ملا کہ میں اپنے اِس مضمون کو اپنے حسب منشاء پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں۔ لہٰذا میں نے ضروری سمجھا کہ اس غرض کیلئے قادیان یا ربوہ میں موجود سلسلہ کی مرکزی لائبریریوں میں جا کر وہاں صحابہ اور تابعین کی سوانح پر مشتمل کتب کا مطالعہ کروں۔

حسنِ اتفاق سے گذشتہ سال میرے قادیان جانے کی ایک تقریب پیدا ہو گئی چنانچہ اپنے اہل خانہ سے بات کرنے کے بعد میں جلد جلد اپنے اِس طویل سفر کی تیاری کرنے لگا۔ یہ تیاری اس قدر آسان بھی نہ تھی کیونکہ میری بیٹی ایک ایسے امتحان کی تیاری کر رہی تھی جس کے دوران میری گھر سے غیر حاضری اس کی دو سالہ محنتِ شاقہ پر اثر انداز ہو سکتی تھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ سے یہ امید کرتے ہوئے کہ وہ رحمٰن اور رحیم خدا میرے اس نیک نیت پر مبنی سفر کی برکت سے اسے کسی امکانی نقصان سے بچا لیگا، میں نے پوری سنجیدگی سے اپنا رختِ سفر باندھ لیا۔ اور پھر ایک دن میں دو دیگر احمدی دوستوں کے ہمراہ عازم دلی ہونے کیلئے فرانکفرٹ ائرپورٹ پر پہنچ چکا تھا۔

یہ اکتوبر کی ۲۶ یا ۲۷ تاریخ تھی۔ ہم دن کے دو ڈھائی بجے لفٹ ہانزہ کے جہاز پر سوار ہو کر مقامی وقت کے مطابق رات کے ساڑھے بارہ بجے دلّی کی انٹرنیشنل ائرپورٹ پر اترے اور پھر کسٹم اور امیگریشن کی رسمی پڑتال کے بعد ٹیکسی لیکر نئی دلّی کے احمدیہ دارالتبلیغ واقع Constitutional Area, Tughlaq Abad میں پہنچ گئے۔ اُس وقت اگرچہ رات کے ڈھائی بج رہے تھے مگر ہمارا خادم مسجد جو اسم با مسمّٰی ہے باہر کے گیٹ کی گھنٹی بجتے ہی دوڑ کر آیا اور مسکراتے ہوئے چہرے کیساتھ ہمارا استقبال کرنے کے بعد ہمارا سامان اندر رکھنے لگا۔

دلّی کا یہ دارالتبلیغ علاوہ ایک عالیشان مسجد کے رہائشی فلیٹوں اور جدید ترین سہولیات سے آراستہ پیراستہ ایک گیسٹ ہاؤس پر مشتمل ہے جس میں بیک وقت آٹھ دس مہمان آسانی سے ٹھہر سکتے ہیں۔ مسجد کے ماتھے پر جلی الفاظ میں لکھا ہوا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھ کر روحانی سرور حاصل ہوا۔ ٹیوب لائٹوں سے روشن کوئی بارہ فٹ لمبے اور تین فٹ چوڑے مستطیل بکس کے اُوپر سبز حروف میں تحریر شدہ یہ کلمہ بڑے خوبصورت اور دلکش انداز میں خدائے ذوالجلال کی وحدانیت اور اس کے پاک مرسل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کر رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے احمدیہ دارالتبلیغ کی وسیع و عریض عمارت کی ساری رونق اسی کلمہ طیبہ کی مرہون منت ہو۔

کلمہ طیبہ کا یہ بورڈ دیکھ کر مجھے جرمنی میں فرانکفرٹ کی اپنی مسجد نور کے ماتھے پر آویزاں اسی قسم کا کلمہ طیبہ کا بورڈ یاد آیا۔ دونوں کا تقابل کیا تو میں نے دیکھا کہ یہ بورڈ اس بورڈ کی نسبت لمبائی اور چوڑائی میں قریباً ڈیڑھ گنا بڑا ہے۔ دوسرے، جہاں اس بورڈ پر کندہ کلمہ پاک کے حروف سبز ہیں اور باقی شیشہ کی ساری سطح روشن ہے۔ مسجد نور والا بورڈ اس کے بالکل برعکس ہے۔ یعنی شیشے کی سبز سطح کے اوپر کلمہ کے روشن حروف کندہ ہیں۔ جو وہ بھی بڑی خوبصورتی سے دن رات توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدیہ کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔

اس کیساتھ ہی مجھے بڑی شدت اور دکھ کیساتھ اس امر کا احساس ہوا کہ یہ ہر دو غیر مسلم ممالک، مملکت اسلامیہ پاکستان سے کس قدر مختلف ہیں کہ جہاں ان کی غیر مسلم حکومتیں مذہبی رواداری میں اتنی فراخ دل واقع ہوئی ہیں کہ انہوں نے توحید خداوندی اور رسالت محمد عربیؐ کے اعلان کی پوری آزادی دے رکھی ہے وہاں ایک مسلمان حکومت جس کی تخلیق کی بنیاد ہی کلمہ طیبہ تھی اتنی تنگ دل بلکہ سنگ دل واقع ہوئی ہے کہ احمدیوں کیساتھ دشمنی کے نتیجے میں گذشتہ پچیس سالوں سے کلمہ کے پاک حروف کو اُن کے در و دیوار اُن کی مسجدوں اور اُن کے سینوں پر سے نوچتی چلی آ رہی ہے اور برداشت نہیں کر سکتی کہ احمدیوں کے بنائے ہوئے کسی خانۂ خدا کے اُوپر سے یا اُن کے گھروں یا دوکانوں کے اندر سے خدا کی وحدانیت یا فخرِ دو جہاں کی رسالت کا اعلان بلند ہونے پائے۔

دہلی میں ایک دو روز قیام کرنے کے بعد ہم حسب پروگرام بذریعہ ہوائی جہاز پہلے امرتسر پہنچے اور پھر وہاں سے بذریعہ وین بوقت عصر قادیان پہنچ گئے۔ میں فوراً ہی وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر مسجد مبارک میں پہنچا تاکہ قادیان میں آنے والی پہلی نماز، باجماعت ادا کر سکوں۔

جس نے تقسیم ہند سے پہلے کا قادیان دیکھا ہوا ہے وہ جانتا ہے کہ تیس چالیس ہزار پر مشتمل یہ بستی جو ۹۵ فیصد احمدی آبادی پر مشتمل تھی اپنی طرز کی نرالی اور ساری دنیا سے منفرد بستی تھی۔ جہاں کا ہر چھوٹا اور بڑا۔ جہاں کا ہر بچہ اور بوڑھا اور جہاں کا ہر امیر اور غریب مکین محبت اور یگانگت کے ایک ایسے لازوال رشتے میں منسلک نظر آتا تھا جس کے سامنے تمام جسمانی رشتے ہیچ ہیں۔ جہاں کی ہر صبح تلاوت قرآن کریم کی آواز سے گونجتی اور جہاں کی ہر شام مجلس عرفان کی صورت میں قلب و جگر کی تسکین کا نت نیا روح پرور سامان لئے ہوئے ہوتی تھی۔ یہاں میرے بعض قارئین بدر کیلئے "مجلس عرفان" کی تشریح ضروری معلوم ہوتی ہے۔ میں آج سے پچاس سال پہلے اُس زمانے میں قادیان پہنچا تھا جب اس کی فضاؤں پر حضرت المصلح موعودؓ کے وجود میں ایک ایسی ہستی سایہ افگن تھی جس کے سر پر خدا کا سایہ رہتا تھا۔ جس کے لبوں سے معرفت کے چشمے پھوٹتے تھے۔ وہ چشمے جن کی رُوح افزا لذت سے لطف اندوز ہونے کیلئے شمع احمدیت کے پروانے ہر شام مسجد مبارک میں اکٹھے ہوتے تھے۔ خدا کا یہ برگزیدہ خلیفہ جس کی پیدائش سے قبل ہی خدا نے بتا دیا تھا کہ وہ "ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا"۔ مغرب کی نماز کے بعد شاہ نشین پر جلوہ افروز ہو کر اپنے شیریں کلمات سے سامعین کو محظوظ کیا کرتا تھا۔ نمازی اپنی سنتوں کی ادائیگی سے جلد جلد فارغ ہو کر قریب سے قریب تر ہونے کے شوق میں یوں اکٹھے ہو کر ہمہ تن گوش ہو جاتے جیسے ابھی کوئی نہایت ہی سُریلا نغمہ گایا جانے والا ہو۔ اُن خوش نصیبوں میں ایک یہ عاجز بھی تھا۔ جو اُس وقت اُسی سال کھلنے والے تعلیم الاسلام کالج کی پہلی کلاس (First Year) کا طالب علم تھا۔ ان سریلے نغموں کی کیفیت اور ماہیت کو لفظوں میں بیان کرنا میرے ضعیف قلم کے بس کا روگ نہیں۔ تاہم اگر کسی کو ان کے نفس مضمون کا اندازہ کرنا مقصود ہو تو وہ تفسیر کبیر کے آخری پارے کی جلدوں کا مطالعہ کرلے کیونکہ وہ مجلسِ عرفان جس میں عموماً کوئی معیّن مضمون زیر بحث نہیں ہوتا تھا بلکہ کبھی کسی سائل کے سوال کا کوئی جواب ہوتا۔ کبھی کسی فقہی مسئلہ پر بحث ہوتی اور کبھی قرآن یا حدیث سے تعلق رکھنے والا کوئی معرفت کا نکتہ بیان ہوتا۔ ایک وقت پر آکر تفسیر قرآن کی محفل میں تبدیل ہو گئی۔

علاوہ ازیں قادیان میں اُس وقت ایسے بزرگان کی ایک خاصی تعداد موجود تھی جنہوں نے خدا کے مامور کا روشن چہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ کے مسیحی انفاس قدسیہ کو اپنے کانوں سے سُنا اور آپ کے مبارک وجود کی روحانی تاثیرات کو بلاواسطہ اپنے وجودوں میں جذب کیا۔ ان کے ہاتھ ایک مختصر سی محفل بھی ایسا مزا دے جاتی جس پر دنیا کی ہزاروں محفلیں قربان کی جا سکتی ہیں۔

پھر اس بستی میں ایسے فرشتہ سیرت لوگ بستے تھے جن کی زبانیں ہر وقت خدا کے ذکر سے تر رہتیں۔ جو آتے جاتے ہوئے آپ کو سلامتی کا تحفہ پہنچاتے اور جن کی بدولت قادیان کی زندگی میں بہشت کی زندگی کا سا مزا اور رونق پائی جاتی تھی۔ وہ فرشتہ سیرت اور فرشتہ صورت لوگ اب ہمیشہ کیلئے جدا ہو چکے تھے۔ اور ان کے وجودوں سے معمور اور معطر فضا اب قصۂ پارینہ بن چکی تھی۔ نیز اس اعتبار سے بھی اُس میں ایک تبدیلی آچکی تھی کہ قادیان کی وسیع و عریض آبادی جو دارالبرکات، دارالرحمت، دارالانوار، دارالعلوم وغیرہ جیسے دلکش ناموں سے موسوم ہوتی تھی اب سُکڑ کر ایک مختصر سے محلّہ میں سمٹ چکی تھی جبکہ قادیان کہلانے والا باقی سب کا سب علاقہ ایسے لوگوں سے آباد ہو چکا تھا جو مذہب، معاشرہ اور تمدن کے لحاظ سے اول الذکر طبقہ سے کوئی دُور کی نسبت بھی نہیں رکھتا۔ تاہم قادیان کی روایتی شان اب بھی اس ننھی سی آبادی جسے "محلہ احمدیہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے پورے آب و تاب سے قائم اور قادیان کے ظاہری اور باطنی حسن کو دوبالا کر رہی تھی۔ کیونکہ میں نے قادیان میں چھوٹوں اور بڑوں کو آپس میں آج بھی اُسی طرح السلام علیکم کہتے دیکھا اور سُنا جس طرح آج سے پچاس سال پہلے دیکھا تھا۔

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE-SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

یہاں تک کے چھوٹے چھوٹے بچوں میں بھی یہ حسین روایت زندہ و تابندہ نظر آتی ہے۔ مثلاً آپ گلی میں سے گذر رہے ہیں اور گلی میں کھڑے ایک تین چار سال کے بچے کو نظر انداز کر کے گذرتے ہیں۔ مگر وہ بچہ آپ کو نظر انداز نہیں کرتا بلکہ جونہی آپ اس کے قریب پہنچتے ہیں وہ اپنی ننھی اور توتلی زبان میں السلام علیکم کہتا ہے۔ آپ اس کی طرف میٹھی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور وعلیکم السلام کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ میرے ساتھ ایسے کئی مرتبہ ہوا اور میں یہ دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمایا کہ قادیان اس امتیازی اور باقی دنیا سے نرالی شان کو اب بھی بر قرار رکھے ہوئے ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر سلسلہ کے وہ فرشتہ سیرت بزرگ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ یاد آگئے جن کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ کبھی کسی کو سلام کہنے میں پہل نہیں کرنے دیتے تھے۔ سامنے سے آنے والا کوئی بچہ ہوتا یا بڑا۔ وہ دُور سے اسے السلام علیکم کہہ کر پہل کر جاتے اور یوں سلام میں پہل کرنے کا ثواب اپنے دامن میں لپیٹ کر گذر جاتے۔ اس وقت بعض بچے مثلاً یوں بھی کرتے کہ جونہی آپ کو دُور سے آتے ہوئے دیکھا وہ گلی کے موڑ پر دوسری جانب چھپ گئے تاکہ جونہی وہ بزرگ موڑ پر پہنچیں گے وہ انہیں السلام علیکم کہہ کر پہل کرنے کا ثواب حاصل کر لیں گے۔ مگر وہ اپنا سا منہ لیکر رہ جاتے جب دیکھتے کہ ابھی وہ موڑ تک پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ انہوں نے بلند آواز سے السلام علیکم کہہ دیا اور بچے کھسیانے ہو کر آگے آئے اور وعلیکم السلام کہہ کر پیچھے ہٹ گئے۔ میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کی یہ عادت نہیں اُن کا یہ حسین عمل۔ بچوں اور بڑوں میں السلام علیکم کی اسلامی عادت ڈالنے کی غرض سے تھا نہ کہ صرف خود ثواب حاصل کرنے کیلئے۔ کیونکہ حدیث شریف میں سلام کو کثرت سے رواج دینے کی اتنی تاکید آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے مسلمانو! اگر تم آپس میں محبت پیدا کرنا چاہتے ہو تو آپس میں کثرت سے سلام کیا کرو۔"

قرآن کریم میں بھی بہشتیوں کی ایک علامت یہ بیان ہوئی کہ وہ ہر وقت ایک دوسرے پر سلامتی کی دُعا بھیجتے رہیں گے۔ دراصل اسلام اسی دنیا میں بہشتی معاشرہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اسلام وہ پہلا اور آخری مذہب ہے جس نے سلام کے آداب کو نہایت خوبصورتی سے منظم کیا ہے۔ یعنی یہ تعلیم دی ہے کہ چھوٹا بڑے کو، سوار پیدل کو، باہر سے آنے والا گھر والوں کو سلام کہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک تاکید فرمائی کہ ہر ایک کو سلام کہا کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ پس یہ اسلامی معاشرہ ایک حسین شعار ہے جو اسے دنیا کے ہر دوسرے معاشرہ سے ممتاز کرتا ہے۔

پھر بے شک میں نے قادیان میں مجلس عرفان کی طرح کی کوئی چیز نہیں دیکھی وہ تو ایک ایسے مسیحی نفس وجود سے وابستہ تھی جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آیا کرتے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مگر ایک اور چیز دیکھی جو پہلے قادیان میں دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ وہ یہ کہ خدا کا مقدس خلیفہ، خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جو حسنِ اتفاق سے اُسی مسیحی نفس وجود کا روحانی اور جسمانی جزو اور جانشین ہے۔ ہزاروں میل دور لندن میں بیٹھا دن رات عرفان و حکمت کے موتی بکھیر رہا ہے اور قادیان میں رہنے والے ان موتیوں سے اپنی جھولیاں بھرتے اور اپنے سینوں کو منور کرتے ہیں۔ قریباً ہر گھر میں ڈش انٹینا نصب ہے اور قادیان کے مکین اپنے پیارے خلیفہ اور امام سے بعد مکانی کے باوجود اس کے شیریں کلمات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

اگر کسی گھر میں اپنا الگ ڈش انٹینا نہیں تو اس نے معمولی معاوضہ دیکر اپنے ہمسایہ کے ڈش انٹینا سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے اور اس طرح میرے خیال میں وہاں ایک بھی گھر ایسا نہ ہوگا جو اس روحانی مائدہ سے محروم ہو۔ جو اس کرۂ ارض کی فضاؤں میں بکھر کر اس وقت دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے۔ بالخصوص جمعہ کے روز تو عید کا سا سماں ہوتا ہے۔ حضور کا لندن یا دنیا کے کسی ملک میں دیا جانے والا خطبہ ہندوستان کے مقامی وقت کے لحاظ سے شام کے ساڑھے چھ بجے سُنا جاتا ہے۔ قادیان میں جمعہ کے دن مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھ کر لوگ مسجد میں ہی بیٹھ جاتے ہیں اور سارا خطبہ سُن کر گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ جماعت کی انتظامیہ نے ہر سہ مساجد یعنی مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور مسجد ناصر آباد کالونی میں ٹی وی سیٹ کے ذریعے خطبہ سننے اور دیکھنے کی سہولت بہم پہنچائی ہوئی ہے۔

یہاں خدا کی قدرت کا ایک زبردست کرشمہ دیکھنے میں آتا ہے۔ جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے خطبہ شروع ہونے سے قریباً ۱۵ منٹ پیشتر ایم ٹی اے کا ٹرانسمیٹر آن ہو جاتا ہے اور ٹی وی سکرین پر صلّ علیٰ نبینا صلّ علیٰ محمدٍ کی نہایت سریلی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور اُس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک نماز جمعہ کی دوسری اذان شروع نہیں ہو جاتی۔ اب اللہ تعالیٰ کی قادرانہ شان کی تجلی دیکھئے کہ اذان کی جس آواز کو حکومت پاکستان نے آج سے پچیس سال پہلے اپنی طاقت کے زور پر دبا دیا تھا۔ آج وہ فضاؤں میں پھیل کر دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہی ہے۔ پھر یہ بھی اُس قادر مطلق خدا کی شانِ کریمی کا کرشمہ ہے کہ صلّ علیٰ نبینا ----- کے دعائیہ کلمات پڑھنے پر ربوہ کے جن معصوم احمدی بچوں کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا گیا تھا اب انہی بچوں کا اس سے بھی زیادہ سریلی اور بلند آواز میں گایا ہوا یہ دعائیہ نغمہ مکانی اور زمانی حدود کو پھلانگ کر سارے عالم میں قریہ بقریہ اور کوبکو پہنچ رہا ہے اور دشمن باوجود ہر قسم کے اوچھے ہتھیاروں کو استعمال کرنے کے اِس آواز کو دبا نہیں سکا اور نہ دبا سکتا ہے۔

قادیان میں میرا قیام کچھ اُوپر ایک ماہ رہا۔ اِس عرصہ کے دوران میں نے وہاں جو کچھ دیکھا۔ سُنا اور محسوس کیا وہ ایک ایسی سہانی یاد ہے جس کی لذت اور چاشنی اور جس کی رونق اور حلاوت کا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے جسے احمدیوں کی اس ننھی سی آبادی کے اندر جو ہندوؤں اور سکھوں سے آباد قادیان کی بقیہ آبادی سے بالکل مختلف اور الگ تھلگ پڑی ہوئی ہے۔ خود رہنے کا اتفاق ہوا ہو۔ کیونکہ ایسی بستی دنیا کے اور کسی خطے میں نظر نہیں آتی۔ شگفتہ چہرے محبت اور شفقت سے سرشار آنکھیں۔ پُر تپاک بغلگیر ہونے والے بازو کسی بھی نووارد کو خواہ وہ اندرون ملک سے آیا ہو یا بیرونِ ملک سے۔ ایک طبعی اور بے لوث مسکراہٹ کیساتھ خوش آمدید کہنے کیلئے ہمہ وقت تیار نظر آتے ہیں۔ جہاں کا رہنے والا ہر بچہ اور بوڑھا آپ کو ہر وقت السلام علیکم کا اسلامی تحفہ دینے کیلئے بے قرار دکھائی دیتا ہے۔ قادیان کی اِس بستی میں کچھ زیادہ صاحبِ ثروت و دولت لوگ نہیں رہتے بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ ان کے پاس دنیاوی دولت و حشمت کے نام کی کوئی چیز بھی نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں غنا، صبر، شکر اور قناعت کی ایسی دولت عطا کی ہوئی ہے جس نے ان کو مادی دولت سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صبر و سکون یہ تسکینِ قلب اور یہ شانِ بے نیازی جو انہیں حاصل ہے زندگی کا نہایت قیمتی سرمایہ بلکہ عین مقصدِ حیات ہے۔ یہ سرمایہ روپے پیسے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن بندوں کو آسمان سے ودیعت کیا جاتا ہے جو اس کی رضا جوئی اور خوشنودی کی خاطر اپنا سب کچھ اس کی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد نے جو بدری صحابہ کی طرح تعداد میں ۳۱۳ تھے یہی کچھ کیا اور اب ان کی اقتداء میں انہی کے یہ جانشین وہی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ اُن ابتدائی درویشان کا اب بمشکل چوتھائی حصہ زندہ ہے اور وہ بھی عمر کے ایسے دور میں داخل ہو چکا ہے جہاں ہر لمحہ ان کا قدم انہیں اپنے مالک حقیقی سے قریب لے جا رہا ہے۔ قادیان جسے خدا کے مامور کا دائمی تخت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ مندرجہ ذیل مقدس مقامات پر مشتمل ہے:

باقی

عہدہ میں ترقی اور درخواست دُعا

مکرم محمد عبدالقیوم صاحب جلال کوچہ حیدر آباد کی ترقی کے کاغذات گذشتہ چندماہ سے زیر غور تھے۔ بذریعہ فون اطلاع ملی ہے کہ اُن کی ترقی بحیثیت Joint Director کے آرڈر آچکے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ ترقی ان کیلئے خاندان کیلئے اور تمام جماعت کیلئے ہر لحاظ سے باعث خیر و برکت بنائے۔ آمین۔

(محمد کریم الدین شاہد۔ قادیان)

* میری والدہ صاحبہ کی صحت بہت عرصہ سے خراب چلی آرہی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سی پریشانیوں کا سامنا ہے۔ والدہ صاحبہ کی کامل صحت یابی کیلئے عاجزانہ درخواست دُعا ہے۔

(اعانت بدر۔ ۵۰/ روپے) (مظفر احمد شاہد آسنور کشمیر)

* مکرم مجید محمد صاحب مقتدی پور سونگڑہ (اڑیسہ) کے بیٹے کا نکاح و شادی بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر۔ ۵۰/)

(غلام نبی آف مقتدی پور)

ولادت

مورخہ ۹۸/۸/۱۸ کو مکرم حفیظ احمد صاحب کارکن لنگر خانہ کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ جو مکرم عبدالعزیز صاحب درویش مرحوم کا پوتا نیز غلام حسین کرم علی صاحب مرحوم آف سکندر آباد کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر بدر)

اخراج از نظام جماعت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مکرم عبدالحلیم طاہر ابن مکرم عبدالعظیم صاحب مرحوم آف قادیان کو اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔ (ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea :10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

Vol - 47 | 27th August 98 | Issue No : 35

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی دسویں مجلس مشاورت مورخہ ۸/دسمبر ۱۹۹۸ء کو منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے معاً بعد مورخہ ۸/دسمبر ۹۸ء بروز منگل جماعتہائے احمدیہ بھارت کی دسویں مجلس مشاورت کا انعقاد عمل میں آئے گا۔

۱۔ جملہ امراء و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ ۳۰/اکتوبر تک شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کرواکے منتخب نمائندوں کی فہرست خاکسار کو بھجوادیں۔

۲۔ شوریٰ میں پیش ہونے والی تجاویز کے متعلق صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فیصلہ فرمایا ہے کہ ۳۰/ستمبر تک موصول ہونے والی تجاویز کو ہی زیر غور لایا جاسکے گا۔ کیونکہ متعلقہ نظارتوں وغیرہ سے رپورٹ لیکر ان تجاویز کو فائینل کرنا ہوتا ہے لہٰذا اُمراء و صدر صاحبان جماعتوں سے مشورہ کے بعد تجاویز ۳۰/ستمبر سے پہلے پہلے بھجواکر ممنون فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس مشاورت قادیان)

دعائے مغفرت

افسوس! مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ بیوہ محترم چوہدری عبد القدیر صاحب درویش مرحوم (ناظر بیت المال خرچ قادیان) 17 اگست کو ساڑھے نو بجے صبح بقضائے الٰہی اچانک وفات پاگئیں اِنّا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ چک نمبر 35 جنوبی ضلع سرگودھا (پاکستان) کے نمبردار مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ ابتدائی تعلیم بھی تقسیم ملک سے پہلے قادیان میں حاصل کی۔ تقسیم ملک کے بعد 53ء میں آپ قادیان آگئیں اور شروع "دور درویشی" میں لجنہ کے عہدوں پر بھی فائز رہیں۔ شوہر کی وفات کے بعد رشتہ داروں نے اپنے پاس بلانے کی کوشش بھی کی لیکن آپ نے قادیان میں رہنے کو ہی ترجیح دی۔ اپنے شوہر مرحوم کے ساتھ عرصہ درویشی نہایت صبر و شکر اور وفا سے گذارا۔ اسی روز بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ نے اپنے پیچھے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا مکرم چوہدری عبد الواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ قادیان چھوڑے ہیں۔

مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور بہت ہی خوبیوں کی مالک تھیں اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین) (ادارہ)

نماز جنازہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰ جولائی کو مکرم انس احمد صاحب ابن امۃ العزیز صاحبہ جن کی چند روز قبل کار کے حادثہ میں وفات ہوئی تھی کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ۔ مکرم محمد ایوب اعظم صاحب ابن مکرم شیخ نیاز الدین صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۷۔۷۔۹۸ کو مکرم محمد ایوب اعظم واہ کینٹ کو تین نامعلوم افراد نے اچانک گولیوں سے حملہ کر کے شہید کر دیا۔

درخواست دعا

عزیز شاہ طارق احمد سلمہ نے پٹنہ سائنس کالج سے I.C.S کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا الحمد للہ۔ اس خوشی میں مبلغ 50 روپے اعانت بدر ادا کرتے ہوئے میڈیکل کالج میں داخلہ ٹیسٹ میں اعلیٰ کامیابی کے ساتھ داخلہ مل جانے کیلئے درخواست دعا ہے۔ (عذرا شمیم احمد صدر لجنہ اماء اللہ آرہ۔ بہار)

طالب دُعا:۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دکان ☎: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209,2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

دعاؤں کے طالب:
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
کلکتہ
BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
☏ : CITY SHOWROOM: 27-2185/26-9893 WAREHOUSE: 343- 4006/4137 RESIDENCE: 26-2096/4696/27-8749 FAX: 91-33-27-1027